قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل

لندن

مدیر: ابوسعید

Online Edition

منگل 28/ فروری 2023ء | 07/ شعبان 1444 ہجری قمری | 28/ تبلیغ 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:50

## ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

(البقرہ: 187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔

## فرمانِ رسولؐ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔

(ترمذی کتاب الھوات باب ماجاء فی فضل الدعاء)

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کرلو۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب ما جاء فی فضل الدعاء)

## فرمان خلیفۂ وقت

### دعا کی قبولیت کے لئے نیکیوں میں روز ترقی کرنا ضروری ہے

پھر دعاؤں کی قبولیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان ہر روز نیکیوں میں ترقی کرے۔ جیسا کہ پہلے بھی بتایا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ ایک جگہ کھڑے نہیں ہونا چاہئے بلکہ چلتے پانی کی طرح ہر روز مستقل انسان کو آگے بڑھتے چلے جانا چاہئے۔ آپ مزید فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ کی نصرت اُنہیں کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔ ایک جگہ نہیں ٹھہر جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ ان میں بڑا شوق ذوق اور شدّتِ رقّت ہوتی ہے مگر آگے چل کر بالکل ٹھہر جاتے ہیں اور آخر ان کا انجام بخیر نہیں ہوتا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ (الاحقاف:16)۔ میرے بیوی بچوں کی بھی اصلاح فرما۔ اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔‘‘ (اولاد کی وجہ سے بھی اور بیوی کی وجہ سے بھی۔) فرمایا کہ ’’دیکھو! پہلا فتنہ حضرت آدم پر بھی عورت ہی کی وجہ سے آیا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے مقابلے میں بلعم کا ایمان جو حبط کیا گیا اصل میں اس کی وجہ بھی توریت سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بلعم کی عورت کو اس بادشاہ نے بعض زیورات دکھا کر طمع دے دیا تھا اور پھر عورت نے بلعم کو حضرت موسیٰ پر بد دعا کرنے کے واسطے اُکسایا تھا‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آجایا کرتے ہیں‘‘۔ (یعنی اولاد اور بیوی کی وجہ سے) فرمایا کہ ’’تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 138-139 ایڈیشن 1985ء)

پس صرف دعاؤں کی طرف توجہ کرنے اور نیکیوں میں بڑھنے کے لئے ایک مومن کو اپنی ذات تک ہی محدود نہیں رہنا

بقیہ صفحہ 8 پر

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

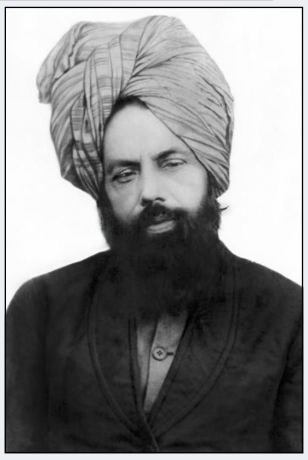

### سو مرے ہے۔ مرے سو منگن جا

- بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں۔ ان باتوں کو دل میں نہیں اتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر ان کو اثر نہیں ہوتا... یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دیکھو! کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔

- قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ (النمل: 63)۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 137 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

- یہ مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا... دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 62 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

## اس شمارہ میں


- وفا کا امتحان (منظوم)
- تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً
- ممکنہ تیسری عالمی جنگ
- کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے
- سورۃ فاتحہ بارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بعض نکات معرفت
- جھوٹ سے پرہیز

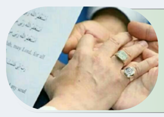

## دربارِ خلافت

# آئندہ دنیا کی ترقی میں وہ قومیں اپنا کردار ادا کریں گی جو اخلاقی اور مذہبی قدروں کو قائم رکھنے والی ہوں گی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ دوسرے مذاہب ہمیشہ کے لئے نہیں ہیں۔ اپنے اپنے وقت پر آئے اور اپنے زمانے کی تربیتی ضروریات پوری کیں اور ختم ہو گئے۔ تبھی تو ان کی مذہبی کتابوں میں بھی بے شمار کانٹ چھانٹ ہو چکی ہے اور تبدیلیاں ہو چکی ہیں۔ لیکن ان میں اسلام ہے جو اَب تک محفوظ ہے اور اسلام ہمیشہ رہنے کے لئے ہے۔ قرآن کریم کی تعلیمات قیامت تک کے لئے ہیں۔ اس لئے ہمیں بغیر کسی احساس کمتری کے اپنی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس پر قائم رہنا چاہئے اور دوسروں کو بھی بتانا چاہئے کہ تم جو باتیں کرتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے خلاف ہیں اور تباہی کی طرف لے جانے والی ہیں۔ اسلام کوئی ایسا مذہب نہیں جو انسان کو غلط قسم کی پابندیوں میں جکڑ دیتا ہے بلکہ حسب ضرورت اس میں اپنی تعلیمات میں نرمی کے پہلو بھی ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ بعض مریض ایسے ہیں کہ مرد ڈاکٹر کو دکھانا ہوتا ہے تو ڈاکٹر وغیرہ کے لئے، مریض کے لئے، پردہ کی کوئی سختی نہیں ہے۔ انسانی جان کو بچانا اور انسانی جان کو تکلیف سے نکالنا اصل مقصد ہے، پہلا مقصد ہے تبھی تو اضطرار اور مجبوری کی حالت میں مُردار اور سؤر کے گوشت کھانے کی بھی اجازت ہے لیکن صرف زندگی بچانے کی خاطر۔ اسی طرح دوائیوں میں الکحل (alcohol) بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ لیکن بہرحال جس طریق پر شیطانی قوتیں ہمیں چلانا چاہتی ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ آہستہ آہستہ دین کی حدود ختم کر دی جائیں اور مذہب کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس بات کے خلاف ہم احمدیوں نے ہی جہاد کرنا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب اسلامی تعلیمات کو ہم ہر چیز پر اہمیت دیں گے اور خدا تعالیٰ کے آگے جھکیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہماری کامیابیاں ہوں۔ مسیح موعودؑ کے زمانے میں تلوار کا جہاد نہیں ہے بلکہ نفس کی اصلاح کا جہاد ہے۔ ان ترقی یافتہ ملکوں میں رہنے والے مسلمان اور خاص طور پر دنیا میں رہنے والے احمدی مسلمان ہی اس کے لئے میرے مخاطب ہیں۔ ان کو ملک سے وفا اور ملک کی خاطر قربانی اور ملک کی کسی بھی شکل میں ترقی کے لئے اعلیٰ مقام پر پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جب یہ ہو گا تو شیطانی قوتوں کے منہ بند ہو جائیں گے کہ یہ مسلمان وہ ہیں جو ملک و قوم کی بہتری کے حقیقی معیاروں کی طرف لے جانے والے ہیں نہ کہ ملک کے خلاف کچھ کرنے والے۔ ہم نے ان لوگوں کو اور حکومتوں کو باور کرانا ہے کہ اگر ہم اپنی مذہبی تعلیم کی وجہ سے اپنے آپ کو کسی چیز کے پابند کرتے ہیں یا کسی چیز سے پابند کرتے ہیں اور اپنے اوپر پابندی لگاتے ہیں تو حکومتوں یا عدالتوں کا کوئی کام نہیں کہ دخل اندازی کریں۔ اس سے بے چینیاں پیدا ہوں گی۔ مقامی لوگوں میں اور مہاجرین میں دُوریاں پیدا ہوں گی۔ گو کہ جن کو یہ مہاجر کہتے ہیں ان کو بھی ان ملکوں میں آئے بعضوں کو تو دوسری تیسری نسل ہے۔ ہاں اگر ملک کو کوئی نقصان پہنچا رہا ہے، ملک سے کوئی بے وفائی کر رہا ہے، ملک میں جھوٹ اور نفرتیں پھیلا رہا ہے تو پھر حکومتوں کو بھی حق ہے کہ پکڑیں اور سزائیں بھی دیں۔ لیکن یہ کوئی حق نہیں کہ کسی مذہبی تعلیم پر عمل کرنے سے روک کر کہیں کہ اگر تم یہ کرو گے تو اس کا مطلب ہے کہ ملک کے ماحول میں تم جذب نہیں ہو رہے۔

ہم احمدیوں کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ زمانہ بہت خطرناک زمانہ ہے۔ شیطان ہر طرف سے پُرزور حملے کر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں اور خاص طور پر احمدی مسلمانوں، مَردوں اور عورتوں، نوجوانوں سب نے مذہبی اقدار کو قائم رکھنے کی کوشش نہ کی تو پھر ہمارے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔ ہم دوسروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں ہوں گے کہ ہم نے حق کو سمجھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا اور ہم نے پھر بھی عمل نہ کیا۔ پس اگر ہم نے اپنے آپ کو ختم ہونے سے بچانا ہے تو پھر ہر اسلامی تعلیم کے ساتھ پُراعتماد ہو کر دنیا میں رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ترقی یافتہ ملکوں کی یہ ترقی ہماری ترقی اور زندگی کی ضمانت ہے اور اس کے ساتھ چلنے میں ہی ہماری بقا ہے۔ ان ترقی یافتہ قوموں کی ترقی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے اور اب جو ان کی اخلاقی حالت ہے اخلاق باختہ حرکتیں ہیں۔ یہ چیزیں انہیں زوال کی طرف لے جا رہی ہیں اور اس کے آثار ظاہر ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو یہ آوازیں دے رہے ہیں اور اپنی تباہی کو بلا رہے ہیں۔ پس ایسے میں انسانی ہمدردی کے تحت ہم نے ہی ان کو صحیح راستہ دکھا کر بچانے کی کوشش کرنی ہے بجائے اس کے کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو جائیں۔ اگر ان لوگوں کی اصلاح نہ ہوئی جو ان کے تکبر اور دین سے دوری کی وجہ سے بظاہر بہت مشکل نظر آتی ہے تو پھر آئندہ دنیا کی ترقی میں وہ قومیں اپنا کردار ادا کریں گی جو اخلاقی اور مذہبی قدروں کو قائم رکھنے والی ہوں گی۔

(خطبہ جمعہ 13/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

# وفا کا امتحان

## (کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

تری راہوں میں کیا کیا اِبتلا روزانہ آتا ہے
وفا کا امتحاں لینا تجھے کیا کیا نہ آتا ہے

احد اور مکہ اور طائف انہی راہوں پہ ملتے ہیں
انہی پر شعب بو طالب بے آب و دانہ آتا ہے

کنارِ آب جو تشنہ لبوں کی آزمائش کو
کہیں کرب و بلا کا اِک کڑا ویرانہ آتا ہے

پشاور سے اِنہی راہوں پہ سنگستانِ کابل کو
مرا شہزادہ لے کر جان کا نذرانہ آتا ہے

اسے عشق و وفا کے جرم میں سنگسار کرتے ہیں
تو ہر پتھر دمِ تسبیح، دانہ دانہ آتا ہے

جہاں اہل جفا، اہل وفا پر وار کرتے ہیں
سر دار اُن کو ہر منصور کو لٹکانا آتا ہے

جہاں شیطان مومن پر رمی کرتے ہیں وہ راہیں
جہاں پتھر سے مردِ حق کو سر ٹکرانا آتا ہے

جہاں پسرانِ باطل عورتوں پر وار کرتے ہیں
نرِ مردانِ کو یہ ''شیوۂ مردانہ'' آتا ہے

یہی راہیں کبھی سکھر، کبھی سکرنڈ جاتی ہیں
انہی پر پنوں عاقل، وارہ اور لڑکانہ آتا ہے

کبھی ذکرِ قتیل حیدرآباد ان پہ ملتا ہے
کہیں نوابِ شاہ کا دکھ بھرا اَفسانہ آتا ہے

(کلام طاہر صفحہ 49-50)

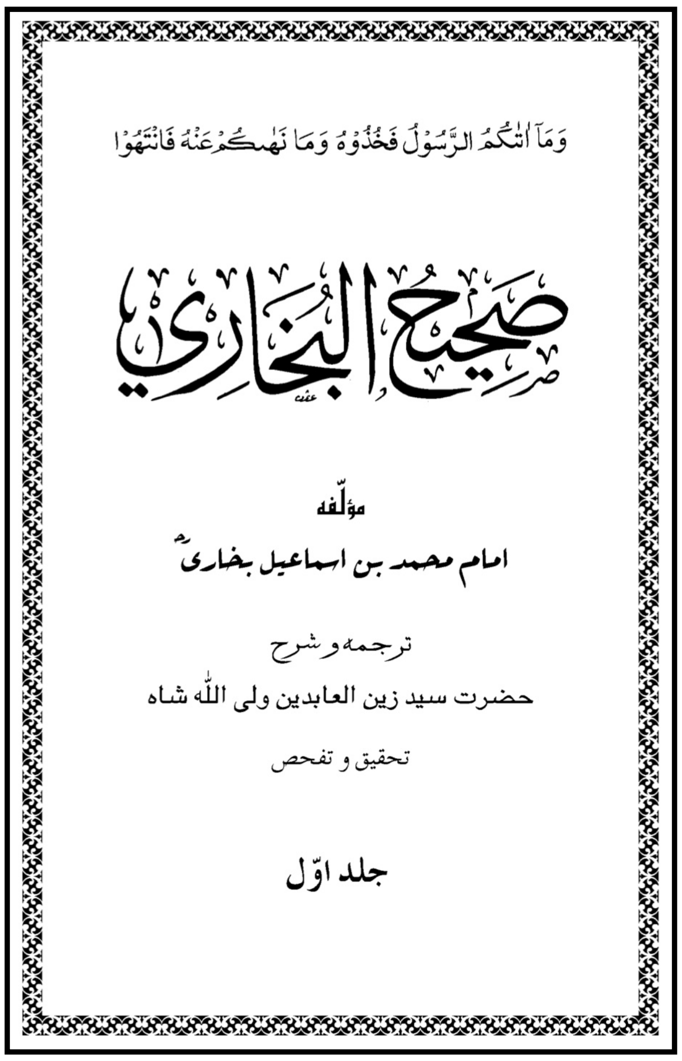
وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

صَحِيحُ البُخَارِي

مؤلّفہ

امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

ترجمہ و شرح

حضرت سید زین العابدین ولی اللّٰہ شاہ

تحقیق و تفحص

جلد اوّل

مختار احمد

# تلخیص صحیح بخاری سوالاً جواباً

## کتاب الصلوۃ جزو 3

### قسط 19

**سوال: جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو مقتدیوں کے لئے کیا حکم ہے؟**

**جواب:** حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ اپنے گھوڑے سے گر گئے تھے۔ جس سے آپ کی پنڈلی یا کندھا زخمی ہوگیا۔ آپ اپنے بالاخانہ پر بیٹھ گئے۔ جس کے زینے کھجور کے تنوں سے بنائے گئے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مزاج پرسی کو آئے۔ آپ نے انہیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور وہ کھڑے تھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ امام اس لیے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔ پس جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع میں جائے تو تم بھی رکوع میں جاؤ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور اگر کھڑے ہو کر تمہیں نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

**سوال: حضورؐ نے کتنے دن کے لئے اپنی ازواج کے پاس نہ جانے کا عہد کیا؟**

**جواب:** حضورؐ جب گھوڑے سے گرے تو جسم اطہر پر کچھ چوٹیں آگئیں تو آپؐ نے ایک مہینہ تک بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی اور اپنے بالاخانہ میں فروکش ہوگئے اور آپ انتیس دن بعد نیچے تشریف لائے، تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے تو ایک مہینہ کے لیے قسم کھائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ مہینہ انتیس دن کا ہے۔

**سوال: حائضہ کا لباس اگر نمازی کو چھو جائے تو حرج واقعہ ہوتا ہے؟**

**جواب:** حضرت میمونہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے اور حائضہ ہونے کے باوجود میں ان کے سامنے ہوتی، اکثر جب آپؐ سجدہ کرتے تو آپؐ کا کپڑا مجھے چھو جاتا۔

**سوال: حضورؐ کس چیز پہ نماز ادا کرتے تھے؟**

**جواب:** حضرت میمونہؓ نے بیان کیا کہ آپؐ کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے ایک چھوٹے سے مصلے پر نماز پڑھتے تھے۔

**سوال: کیا کشتی میں سوار ہو کر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟**

**جواب:** حضرت جابرؓ اور ابوسعید خدریؓ نے کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور امام حسن نے کہا کشتی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ جب تک کہ اس سے تیرے ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو اور کشتی کے رخ کے ساتھ تو بھی گھومتا جا ورنہ بیٹھ کر پڑھ۔

**سوال: کیا حضورؐ نے کبھی بوریے پہ نماز پڑھی؟**

**جواب:** حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ان کی نانی ملیکہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانا تیار کر کے کھانے کے لیے بلایا۔ آپؐ نے کھانے کے بعد فرمایا کہ آؤ تمہیں نماز پڑھا دوں۔ انسؓ نے کہا کہ میں نے اپنے گھر سے ایک بوریا اٹھایا جو کثرت استعمال سے کالا ہوگیا تھا۔ میں نے اس پر پانی چھڑکا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے (اسی بوریئے پر) کھڑے ہوئے اور میں اور ایک یتیم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابوضمیرہ کے لڑکے ضمیرہ آپؐ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے اور بوڑھی عورت ملیکہؓ ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور واپس گھر تشریف لے گئے۔

**سوال: بچھونے پر نماز پڑھنا درست ہے؟**

**جواب:** حضرت انسؓ نے اپنے بچھونے پر نماز پڑھی اور فرمایا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتے تھے پھر ہم میں سے کوئی اپنے کپڑے پر سجدہ کر لیتا تھا۔

**سوال: نمازی کے سامنے کوئی لیٹا ہو تو نماز پڑھ لینی چاہیئے؟**

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سو جاتی اور میرے پاؤں آپؐ کے قبلہ میں ہوتے۔ جب آپؐ سجدہ کرتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے۔ میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی اور آپ جب کھڑے ہو جاتے تو میں انہیں پھر پھیلا دیتی۔ ان دنوں گھروں میں چراغ بھی نہیں ہوا کرتے تھے۔

**سوال: سخت گرمی میں کپڑے پر سجدہ کرنا جائز ہے؟**

**جواب:** حضرت انسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ پھر سخت گرمی کی وجہ سے کوئی کوئی ہم میں سے اپنے کپڑے کا کنارہ سجدے کی جگہ رکھ لیتا تھا۔

**سوال: جوتوں سمیت نماز پڑھنا جائز ہے؟**

**جواب:** حضرت انسؓ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیاں پہن کر نماز پڑھ لیتے تھے۔

**سوال: کیا موزے پہنے ہوئے نماز پڑھ سکتے ہیں؟**

**جواب:** حضرت جریر بن عبد اللہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موزوں پر مسح کرتے اور نماز ادا کر لیتے تھے اور حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موزوں پر مسح کیا اور نماز پڑھی۔

**سوال: جب کوئی پورا سجدہ نہ کرے تو اس کی نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟**

**جواب:** حضرت حذیفہؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ پوری طرح نہیں کرتا تھا۔ جب اس نے اپنی نماز پوری کر لی تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے نماز ہی نہیں پڑھی اور فرمایا کہ اگر تو ایسی ہی نماز پر مر جاتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر نہیں مرتا۔

**سوال: نمازی سجدہ میں اپنے بازو کیسے رکھے؟**

**جواب:** حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو اپنے بازوؤں کے درمیان اس قدر کشادگی کر دیتے کہ دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی۔

**سوال: نمازی کا قبلہ رخ ہونا فضیلت کا موجب ہے؟**

**جواب:** حضرت ابوحمیدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازی نماز میں اپنے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلے کی طرف رکھے۔

**سوال: مسلمان کون ہوتا ہے؟**

**جواب:** حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قبلہ کی طرف منہ کیا اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے جس کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی پناہ ہے۔ پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی پناہ میں خیانت نہ کرو۔

## دعا کا تحفہ

### پھلوں اور اناج میں برکت کی دُعا

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نیا پھل دیکھ کر یہ دُعا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثِمَارِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَمُدِّنَا

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ:- اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمارے شہر میں ہمارے لئے برکت عطا کر اور ہمارے غلوں کے سب کے پیمانوں میں بھی ہمارے لئے برکت ڈال دے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 137)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

سید انور احمد شاہ۔ بُرکینا فاسو

# ممکنہ تیسری عالمی جنگ

## قسط 8

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیش خبری کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: پھر حضرت مسیح موعودؑ نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کن ہو گی دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہو گی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے نئی تہذیب کا قصرِ عظیم زمین پر آرہے گا دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی ان کی تہذیت اور ثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ بچ رہنے والے حیرت اور استعجاب سے دم بخود اور ششدر رہ جائیں گے۔ روس کے باشندے نسبتاً جلد اس تباہی سے نجات پائیں گے اور بڑی وضاحت سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ اس ملک کی آبادی پھر جلد ہی بڑھ جائے گی اور وہ اپنے خالق کی طرف رجوع کریں گے اور ان میں کثرت سے اسلام پھیلے گا اور وہ قوم جو زمین سے خدا کا نام اور آسمان سے اس کا وجود مٹانے کی شیخیاں بھگار رہی ہے وہی قوم اپنی گمراہی کو جان لے گی اور حلقہ بگوش اسلام ہو کر اللہ تعالیٰ کی توحید پر پختگی سے قائم ہو جائے گی۔ شاید آپ اسے ایک افسانہ سمجھیں لیکن وہ جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر و توانا کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 932 )

اسی ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جو سورۃ الکہف کی ایک آیت کی تفسیر کے ذیل میں یہ تحریر فرمایا ہے کہ یہ سب پیشگوئیاں اس دن پوری ہوں گی جس دن بڑے بڑے لوگ جنگوں کے لئے نکل کھڑے ہوں گے اور تو ساری زمین کو یعنی سب اہلِ زمین کو دیکھے گا کہ جنگ کے لئے ایک دوسرے کے مقابل پر کھڑے ہو جائیں گے اور ایسی جنگ ہو گی کہ گویا ان میں سے ایک بھی نہ بچے گا۔ اس واقعہ کی طرف انجیل میں بھی اشارہ ہے۔ (متی باب 24 آیت 7) حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں ہر قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھائی کرے گی۔

(سورۃ الکہف آیت 43 تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 457)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ٹوکیو میں اپنے خطاب میں فرمایا:

اردو مفہوم: آج حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے الفاظ بالکل سچ ثابت ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ایک تیسری عالمی جنگ کا اعلان باقاعدہ طور پر نہیں کیا گیا مگر ایک عالمی جنگ وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ دنیا بھر میں مرد عورتیں اور بچے قتل کئے جا رہے ہیں، اذیتیں دی جا رہی ہیں اور کلیجہ چیر دینے والے مظالم کئے جا رہے ہیں۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے جماعت احمدیہ مسلمہ نے ہمیشہ ہر قسم کے ظلم و جبر و استبداد کے خلاف آواز بلند کی ہے قطع نظر اس کے کہ وہ دنیا میں کہیں بھی ہو۔

(WORLD CRISIS AND PATHWAY TO PEACE,Page193)

ذیل میں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی ایک تقریر جو یوٹیوب پر موجود ہے اسی موضوع پر ہے، کہا:

وہ نظام عدلِ اجتماعی جس میں حریّت ہو اور عام آدمی بھی خلیفہ ٔوقت کو کھڑے ہو کر سوال کر سکتا تھا کہ آپ کا کرتہ ایک چادر سے کیسے بن گیا؟ اور جب حضرت عمرؓ نے حق مہر سے متعلق قانون بنایا تو ایک بڑھیا نے آکر حضرت عمرؓ سے کہا کہ خدا تو کہتا ہے کہ اگر تم پہاڑ کے برابر بھی سونا بیوی کو دے چکے ہو تو واپس مت لو، عُمر تمہیں کیا حق ہے کہ ہمارے مہر پر پابندی لگاؤ؟ تو حضرت عمرؓ نے قانون واپس لے لیا اور فرمایا آج ایک بڑھیا نے عمر کو دین سکھایا۔ حضرت سعد بن وقاص جو فاتح ایران تھے ان کے بارے میں اطلاع ملی کہ گھر کے آگے ڈیوڑھی بنا لی اور دربان کھڑا کر دیا ہے تو حضرت عمرؓ نے حضرت بلالؓ کو رقعہ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ جاتے ہی پہلے ڈیوڑھی کو آگ لگا دینا اور پھر میرا رقعہ دینا جس میں لکھا تھا کہ اے سعد لوگوں کو ان کی ماؤں نے آزاد جنم دیا تھا تم نے ان کو اپنا غلام کب سے بنا لیا؟ اور اپنا یہ حال تھا کہ بیت المقدس کی کنجیاں لینے جا رہے ہیں، آجکل کے مکالمہ کے مطابق آفیشل وزٹ ہے، مگر ایک اونٹنی اور ایک غلام ہے سات سو (700) میل کا سفر ہے اور باری باری سوار ہو کر طے کیا۔ اس نظامِ عدلِ اجتماعی کی دنیا آج منتظر ہے اور نوع انسانی نے جتنے تجربے کر لئے جتنی چھلانگیں لگا لیں، ملوکیت ختم کی تو آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا جمہوری نظام آیا، نام نہاد مگر وہ سرمایہ دارانہ نظام بن کر پہلے سے بڑی لعنت بن گئی۔ پہلے جاگیر دار مسلط تھا اب کارخانہ دار مسلط ہو گیا۔ اس سے نکلنے کے لئے کامونزم کی طرف گئے ایک پارٹی ڈکٹیٹر بن کر بیٹھ گئی۔ یعنی ایک غلامی سے نجات پاتا ہے دوسری میں پھنس جاتا ہے کیوں کہ وہ نظام عدلِ اجتماعی جو محمد عربی ﷺ کو دے کر بھیجا گیا تھا اس کے غلام سوئے ہوئے ہیں۔ اُن کو اندازہ ہی نہیں کہ نسخہ تو ہمارے پاس تھا ہم نے عمل کرنا تھا اور دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا پاکستان کو بنایا ہی اسی لئے گیا تھا۔۔۔ جب آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ یہاں ہندوستان سے فوجیں چلیں گی تو کچھ عجب نہیں کہ یہ کیسے ہو گا لیکن ہو گا، بہر حال اس کا فیصلہ ہے۔ اگر اب ہم جاگ جائیں قومِ یونسؑ کی طرح توبہ کر لیں تو بغیر عذاب کے کوڑے کے رحمتِ خداوندی ہم پر سایہ کرے گی۔ اگر ہم نہ جاگے تو وہ عذاب کا کوڑا آئے گا، میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ قریب ہے یا بعید، لیکن یہ کہ اس کے بعد بھی یہیں سے بول بالا ہو گا۔ اگر ہمارے ذریعہ سے نہیں تو ان کے ذریعہ جو ہمیں شکست دے کر اسلام قبول کر لیں گے لیکن کیوں نہ پہلے ہی راستہ پر چلنے کی کوشش کریں۔ سورۃ محمد ﷺ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم پیٹھ دکھاؤ گے تو اس مشن کو جو تمہارے حوالے کیا ہے تمہیں ہٹائیں گے اور کسی اور کو لے آئیں گے۔ اب آپ نوٹ کریں کہ یہ بات تیرھویں صدی میں ہو چکی ہے جب 1258ء میں جب سقوط بغداد ہوا ہے عربوں کے ہاتھ سے عالم اسلام کی قیادت چھین لی گئی اور ترکان تیموری ہندوستان میں، ترکان صفوی ایران میں، ترکان سلجوقی مشرق وسطیٰ میں اور ترکان عثمانی کی حکومت ایشیا سے لے کر یورپ کے ایک بہت بڑے علاقہ پر قائم ہو گئی تھی۔ اس صدی میں عجیب عجیب معجزے اور عجوبے ہوئے ہیں۔ عظیم سلطنت عثمانیہ جو تین براعظموں پر محیط تھی اس کا نام و نشان ختم GREAT USSR کا نام و نشان ختم اب بس ایک ملک کی حیثیت سے روس باقی ہے۔

## 20۔ تیسری جنگ عظیم کے بعد غلبۂ اسلام کا دور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’دیکھو! وہ زمانہ چلا آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا اس سلسلہ کی دنیا میں بڑی مقبولیت پھیلائے گا اور یہ سلسلہ مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب میں پھیلے گا اور دنیا میں اسلام سے مراد یہی سلسلہ ہو گا یہ باتیں انسان کی باتیں نہیں یہ اس خدا کی وحی ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 182)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’یورپین اقوام کو جنگ کا عذاب گھیر لے گا اور گویا جنگ ان کے گھروں کے گرد خیمے لگا لے گی اور جس قدر وہ امن کے لئے کوشش کریں گے اور امن امن کہہ کے چلائیں گے۔ اسی قدر پگھلتا ہوا لوہا اور تانبا ان کے مونہوں پر ڈالا جائے گا۔ یعنی امن کی پکار تو ہو گی لیکن نتیجہ توپوں کے گولے اور بم ہی نکلے گا اور ان کے ملک رہائش کے قابل نہ رہیں گے۔ بلکہ برا ٹھکانہ بن جائیں گے۔۔۔ یہ قومیں امن کی خاطر دوسری قوموں کے ساتھ دوستیاں کریں گی لیکن ان دوستیوں کا نتیجہ جنگ ہی نکلے گا نہ کہ صلح۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 4 صفحہ 445)

پھر سورۃ التطفیف کی آیت 12 کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’جب حضرت مسیحؑ نے اپنی قوم کے لئے مائدہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں دے تو دوں گا مگر اس نعمت کا انکار نہایت خطرناک نتائج پیدا کرنے والا ہو گا۔ چونکہ تم نے یہ دعا کی ہے کہ تمہاری قوم کو دنیا میں ترقیات نصیب ہوں اس لئے میں انہیں ترقیات تو دوں گا اور بہت بڑی ترقیات دوں گا لیکن اگر میری نعمتوں کا انہوں نے انکار کیا، دین سے نفرت کی، خدا تعالیٰ سے بُعد اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑ لیا تو فَاِنِّیۡۤ اُعَذِّبُہٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُہٗۤ اَحَدًا مِّنَ الۡعٰلَمِیۡنَ میں عیسائی قوم کو وہ عذاب دوں گا۔ جو آج تک کبھی کسی قوم کو نہیں دیا گیا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 306)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

’’یہاں تین دفعہ کَلَّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کَلَّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ اس میں اس طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہو گا۔ بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم جو 1918ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا۔ جو عیسائیت کو لگا اب دوسری جنگ جو شروع ہے یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہو گی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہو گا۔ اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی کیونکہ چوتھے کَلَّا کے بعد ہی یہ ذکر آتا ہے کہ اِنَّہُمۡ عَنۡ رَّبِّہِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّمَحۡجُوۡبُوۡنَ فرماتا ہے یہ لوگ اس دن اپنے رب سے محجوب ہوں گے۔ اس آیت میں رب کا لفظ لا کر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ ربوبیت کا رشتہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے ماں اور بچہ میں ہوتا ہے۔ بچے کو ماں پالتی ہے دودھ پلاتی ہے اس کی غور و پرداخت کرتی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 307)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

’’جس طرح گزشتہ جنگ میں جرمنی تباہ ہوا، اٹلی برباد ہوا، فرانس ختم ہوا۔ اسی طرح اب جنگ ہوئی تو روس اور امریکہ ختم ہو جائیں گے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 347)

## غلبہ اسلام کی پیشگوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتداء ہو گی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہو گا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہوسکتی ہے۔‘‘

(خطبات ناصر جلد اول صفحہ 933)

ڈاکٹر اسرار احمد بیان کرتے ہیں: (بحوالہ یو ٹیوب)

حضور ﷺ کی آخری زمانہ کی بابت یہ نوید ہے کہ اس زمانہ میں ثُمَّ تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ یعنی ایک دور آئے گا جب خلافت منہاج نبوت کے مقام پر قائم ہوجائے گی اور یہ نوید حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہے جن کے بارے میں یاد رکھیں کہ وہ صادق مصدوق وہ سچے ہیں اُن کی صداقت کا اللہ گواہ ہے اس لئے وہ دور آ کر رہے گا اس میں کسی بھی بندہ مومن کے لئے کسی بھی شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ ابھی اگلی حدیث سنیئے اب جب یہ دور آئے گا تو عالمی ہو گا نیو ورلڈ آرڈر نہیں ہو گا جسٹ ورلڈ آرڈر ہو گا اور گلوبل ہو گا۔ دو احادیث کا تذکرہ کردوں مسلم شریف میں حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے، ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے پوری زمین کو لپیٹ دیا یہاں تک کہ میں نے اس کے سارے مشرق دیکھ لئے اور سارے مغرب دیکھ لئے اور سن لو مجھ سے کہ میری امت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو مجھے زمین کو لپیٹ کر دکھائے گئے۔

دوسری حدیث سنیئے یہ مسلم احمد بن حنبل میں حضرت مقداد بن اسود سے روایت ہے ترجمہ: روئے زمین پر نہ کوئی اینٹ گارے کا بنا ہوا گھر رہے گا نہ کوئی اونٹ کے بالوں کے بنے کمبلوں کا خیمہ رہے گا کہ جس میں اللہ تعالیٰ کلمہ اسلام کو داخل نہ کردے اور یہ داخلہ دو طریق سے ہوگا یا کسی صاحب عزت کے اعزاز کے ساتھ یا کسی مغلوب کی مغلوبیت کے ساتھ یعنی یا تو اللہ تعالیٰ ان کا اعزاز فرمائے گا اور وہ کلمہ پڑھ کر اسلام کے خود قائل ہوجائیں گے یا پھر وہ اسلام قبول نہیں کریں گا تو چھوٹے ہو کر رہنا پڑے گا جزیہ دینا ہو گا اور اسلام کی بالادستی قبول کرنی ہو گی۔

اسی طرح اسلام کے احیاء کے لئے کچھ نوید بھی موجود ہیں۔ حدیث نبویہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا مجھے ہند کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے۔ پھر ایک اور حدیث ہے جس میں فرمایا کہ مشرق سے فوجیں نکلیں گی جو مہدیؑ کی حکومت کو قائم کریں گی اور دوسری آسمانی مدد ہو گی جو نزولِ عیسٰی ابن مریم سے ملے گی۔

اور اس کے بعد یہود کا قلع قمع ہو گا اور ان کا یہ جو گریٹر اسرائیل کا خواب ہے یہ چکنا چور ہو جائے گا اور گریٹر گریو یارڈ ان کے لئے ثابت ہو گا۔ اس کے بارے میں دو احادیث موجود ہیں ایک ترمذی شریف میں خراسان (اس زمانہ میں خراسان کا علاقہ وہ آجکل کا افغانستان کا علاقہ ہے) کے جہاد کے حوالہ سے ہے۔ ایک اور بڑی ضروری بات شائد آپ نے کبھی نوٹ کی ہو کہ اسلام کے پہلے ایک ہزار سال تک سارے مجدد عالم عرب میں پیدا ہوتے رہے۔ جیسے ہی دوسرا ہزار سال (الف ثانی) شروع ہوا تو الف ثانی کا مجدد شیخ احمد سرہندی، بارہویں صدی کا مجدد امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی اور تیرہویں صدی کے مجدد سید احمد بریلوی۔۔۔ سوال یہ ہے کہ یہ سارے کام یہاں کیوں ہوئے؟ اسی طرح بیشمار اسلامی ملک آزاد ہوئے کوئی قومیت کی بناء پر اور کوئی کسی عصبیت پر کوئی کسی عصبیت پر۔۔۔ ایک پاکستان ہے جو مسلمانوں کے لئے ایک الگ وطن بنانے کے لئے قائم ہوا، پاکستان اس لئے نہیں بنایا تھا کہ ہمارے پاس ٹاٹا اور برلا نہیں تھے یا یہ کہ مسجدیں تعمیر ہوں وہ تو بہت عالی شان مساجد امریکہ میں بن رہی ہیں۔۔۔ سارا ماضی سامنے رکھیئے اور حضور ﷺ کی پیش گوئیوں کا مستقبل سامنے رکھیے دونوں سے ثابت ہوتا ہے اس خطۂ ارضی سے کچھ ہونا ضرور ہے۔

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے اپنی زندگی کا زیادہ عرصہ تادمِ واپسی اسی تبلیغ میں گزارا کہ اسلام اور مسلمانوں کی بقا خلافت کے سایہ میں ہی ممکن ہے، مگر افسوس کہ خود اس نعمت کو دیکھ کر بھی پہچان نہ سکے۔

## 21۔ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہو گا

دوسری جنگ عظیم میں امریکہ نے جاپان کے دو ہنستے بستے شہروں پر ایٹم بم گرائے اور اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو ایسی صلاحیتیں دی ہوئی ہیں کہ وہ دنیا کے گرم ترین علاقوں میں بھی رہائش پذیر ہے اور دنیا کے منجمد اور یخ بستہ علاقوں میں بھی موجود ہے۔ متذکرہ بالا تباہی کے باوجود جاپان کی حکومت اور عوام نے ساری توجہ اپنی بحالی اور فزوں ترقی پر اس طرح سے دی کہ 2021ء میں ایک ہندی زبان میں جاری شدہ ویڈیو میں جاپان کی بابت کہا گیا ہے وہ اس وقت 2021ء میں نہیں بلکہ 2050ء میں رہ رہا ہے یعنی اس نے اتنی ترقی کی ہے دیگر اقوام کے مقابل پر اور اس کے لئے مثال کے طور پر مندرجہ ذیل آٹھ مستعمل سہولتوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

1. جاپان نے ایسا لباس تیار کر لیا ہے جو آپ کی خواہش پر اپنا رنگ تبدیل کرسکتا ہے۔ اس کو سمارٹ ڈریس کہا گیا ہے۔
2. میٹنگ روم یا آفس کی کرسیاں آپ کے تالی بجانے پر خود واپس اپنی جگہ پر میز کے ساتھ آ لگتی ہیں۔ اس کو سمارٹ انٹیل جنس کہا گیا ہے۔ مانو ریل ٹریک۔ یہ ایک ایسا ریل ٹریک ہے جس پر ایک سے زیادہ گاڑیاں گزر سکتی ہیں اور وہ ضرورت کے مطابق ریل ٹریک تبدیل کرتا رہتا ہے۔
3. ایسی ریل جو ٹریک کے نیچے چلتی ہے جیسے تفریحی مقامات پر ہنڈولے چلتے ہیں۔
4. حادثات سے بچنے کے لئے ریل کے دروازے خودکار سسٹم کے تحت کھلتے بند ہوتے ہیں تاکوئی چلتی ریل پر نہ سوار ہو نہ اتر سکے۔
5. لفٹ کے اندر لیٹرین کا اہتمام۔
6. انتہائی تیز رفتار ریل۔ یہ ریل 581 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہے۔
7. بلڈنگ کے چھٹے اور ساتویں فلور میں سے گزرتی ہوئی ہائی وے۔
8. پلیٹ فارم پر لگے خودکار گیٹ جو مسافروں کو ریل پر سوار ہونے اور اترنے میں بداحتیاطی سے روکتے ہیں۔
9. پلاسٹک کی خالی بوتل کو Recycle machine میں ڈالنے والا صرف کچرا اسمیٹ رہا ہوتا ہے بلکہ اس کو یہ مشین اس خدمت کے عوض ایک خاص رقم کا ٹوکن دیتی ہے۔

(یوٹیوب THE INTRESTING FACTS)

## 22۔دنیا میں امن کیسے قائم کیا جا سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بیان فرماتے ہیں:

’’قیام امن کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو عظیم الشان گر بیان کئے ہیں۔ اول یہ کہ توحید کامل کے قیام کے بغیر امن قائم نہیں ہوسکتا۔۔۔ دوسرا نکتہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے ذریعہ یہ نازل فرمایا ہے کہ مالم ینزل بہ علیہم سلطانا یعنی دنیا میں امن تبھی برباد ہوتا ہے جب انسان فطرتی مذہب کو چھوڑ کر رسم و رواج کے پیچھے چل پڑتا ہے۔‘‘

(انوار العلوم جلد 15 آنحضرت ﷺ اور امن عالم صفحہ 14-15)

آپ کے منظوم کلام میں ایک نظم میں نونہالان جماعت کو بیش از بیش قیمت نصائح فرمائی ہیں اور کوئی شعبہ زندگی یا کوئی زندگی کا موڑ اس میں نظرانداز نہیں ہوا ایک شعر میں فرمایا۔

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
تم کبھی باعث پریشانی حکام نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

’’قم فانذر کہ کھڑے ہو جاؤ اور ثابت قدمی کے ساتھ قریہ قریہ اور ملک ملک میں پھیل جاؤ اور اقوام عالم کو یہ بتاؤ کہ اگر خدا کے مسیح کی آواز پر انہوں نے لبیک نہ کہا تو خدا کا قہران پر نازل ہو گا۔ دنیا بظاہر امن میں ہے۔ دنیا والے اس وہم میں مبتلا ہیں کہ ہم اپنی کوششوں سے دنیا میں امن قائم کر دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں کوئی یو۔ این۔ او یا کوئی دوسری کانفرنسز جو امن کے قیام کے لئے بنائی گئی ہیں ہرگز نتیجہ خیز نہیں ہوں گی۔ کیونکہ آسمان اس سے متفق نہیں اور خدا تعالیٰ کی نظر سے انسان گر چکا ہے۔

پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دنیا والوں کو یہ بتائیں کہ اگر تم اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے زندگی، امن اور سلامتی چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہو اور اس کے مسیح پر ایمان لاؤ۔ خدا کی شریعت کو رد مت کرو۔ محمد رسول اللہ ﷺ سے ہنسی اور ٹھٹھے مت کرو۔ اس کے جوئے کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دو۔ تب تم امن سے اپنی زندگیاں گزار سکتے ہو اور تمہاری نسلیں سلامتی کے ساتھ اس دنیا میں رہ سکتی ہیں ورنہ نہیں۔‘‘

(خطبات ناصر، جلد اول صفحہ 39)

## 29۔حاصل مطالعہ

آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کا وہ چھوٹے سے چھوٹا نیک عمل بہت پسند ہے جس پر وہ تمام عمر کاربند رہتا ہے۔ جبکہ انسان کسی مرصع، مسجّع اور متکلف بیان کا منتظر ہوتا ہے۔ قرآن کریم پر غلاف چڑھانا، مزاروں پر چادریں چڑھانا، بتوں کے گلے میں اور جسم کو سونے کے زیورات سے سجانا، خانہ کعبہ پر سونے کی تاروں اور قیمتی کپڑوں کا غلاف چڑھانا، مزاروں اور مندروں کو دودھ سے غسل دینا اور سادہ عبادت کو متکلف اور پیچ در پیچ ترویج دینا سب اس بات کا ثبوت ہیں۔ دین پر عمل کی راہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ پنڈت، پروہت، پادری، ربی، مجاور اور ملاں حائل ہوتے چلے گئے اور کچھ کے لئے دین کو مشکل بنایا اور کچھ کو دین سے متنفر ہی کر دیا۔ مسجد میں بیٹھے ملاں کے بارے میں اقبال نے کہا تھا کہ یہ اتنا۔۔۔ کیوں ہے، برصغیر میں جہاں سینیما گھروں میں لاٹھی چارج سے قطار بنوائی جارہی ہوتی ہے وہیں مسجد کے کھلے دروازوں کے باوجود ہال و دالان خالی پڑے ہوتے ہیں۔

میں ناخوش و بیزار ہوں مرمر کی سلوں سے
میرے لئے مٹی کا حرم اور بنادو
پیرانِ کلیسا کو کلیسا سے اُٹھادو
کیوں خالق و مخلوق میں حائل رہیں پردے

جبکہ دین ایک بہت آسان طریق تھا اور ہونا چاہئے، نبی اکرم ﷺ کو فرمایا گیا کہ لوگوں کو خوشخبری دو، آپ ﷺ سے ایک بدو نے سوال کیا کہ کوئی ایسی بات بتادیں کہ پھر کسی سے مزید معلومات کی ضرورت ہی

نہ رہے، فرمایا قل امنت با اللہ ثم استقم یعنی تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر قائم ہو جا، پھر ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے فرمایا جاؤ گلیوں میں اعلان کر دو کہ جس نے کہا لا الہ الا اللّٰہ تو اس پر جنت واجب ہوگئی یعنی جس نے قول وفعل دونوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کے علاوہ تمام معبودان باطلہ سے منہ موڑ لیا تو اس پر جنت واجب ہوگئی۔

پھر آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے انما الاعمال بالنیات یعنی تم کوئی بھی عمل کرتے ہو اس کے پھل یعنی ثواب یا گناہ کا دارومدار اس پر ہے کہ تمہاری نیت کیا تھی۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے عرض کیا دنیا کی ساری برائیاں مجھ میں پائی جاتی ہیں آپ نے فرمایا وعدہ کرو آج سے جھوٹ نہیں بولو گے۔

اس موضوع پر لکھتے ہوئے عاجز کو اس بات کا شدت سے احساس ہوا کہ ہمارے امن اور ترقی و خوشحالی کی ضمانت اسی بات میں مضمر ہے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نورِ ہدایت کو قبول کر لے اور نہ صرف اپنے خالق و مالک کی مسخر ہو جائے بلکہ اس کی مخلوق کے حقوق کو نظر انداز نہ کریں بظاہر یہ ایک بہت سادہ سی بات ہے اور بہت آسان لگتی ہے مگر عملاً اس کا ظہور اور وجود خال خال ہی نظر آتا ہے کیا افراد کے روزمرہ میں اور کیا اقوام کے حال اور ماضی میں اور اس کا سبب ہے ہوس، معاف نہ کرنا سزا میں بے اعتدالی، تکبر اور ناعاقبت اندیشی یعنی آخرت کو بھلا دینا۔ پس جو ہم کر سکتے ہیں وہ یہی ہے کہ ہم اپنے خاندان اپنے معاشرہ اور جو بااختیار ہیں وہ ملکی سطح پر جو اُن سے بن پڑتا ہے وہ کرتے چلے جائیں۔ وما توفیق الا باللّٰہ

## جزائر فجی کے تین واقفین نو کی مثالی کامیابی

**مکرم طارق رشید۔ نمائندہ الفضل آن لائن یہ خوش کن اطلاع بھجواتے ہیں کہ:**

الحمدللّٰہ، ثم الحمدللّٰہ کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے سال 2022ء میں جماعت احمدیہ جزائر فجی کے 3 واقفین نو کو اللہ تعالیٰ نے نمایاں کامیابیوں سے نوازا ہے۔

**1۔ عزیزہ تنزیلہ صاہبت مکرم نعیم احمد اقبال مربی سلسلہ۔ فجی** نے 2022ء میں سکول کی تیرہویں جماعت کے سالانہ امتحانات میں 400/378 (94.5 فیصد) نمبر حاصل کرکے سکول بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے اور Dux سٹوڈنٹ ہونے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک

نیز منسٹری آف ایجوکیشن بورڈ کے 2022ء کے امتحانات میں بھی 400/368 (92 فیصد) نمبر حاصل کرکے سکول بھر میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور وہاں بھی Dux سٹوڈنٹ کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک

**2۔ عزیزم کامران علی طارق ابن خاکسار طارق احمد رشید مربی سلسلہ۔ فجی** نے میڈیکل کالج میں گزشتہ سالوں کی طرح تیسرے سال کے سالانہ امتحانات میں A گریڈ حاصل کرتے ہوئے اعلیٰ کامیابی حاصل کی ہے جس پر یونیورسٹی فجی نے بھی نیک تمناؤں کا پیغام بھجوایا۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک

**3۔ عزیزہ ہما رشید اہلیہ مکرم محمد مبشر خان۔ فجی** نے 2022ء میں MBBS کی ڈگری حاصل کی اور دسمبر 2022ء میں اپنی انٹرنشپ مکمل کی۔ عزیزہ ہما کو فجی کے 3 بڑے ہسپتالوں میں سے ایک ہسپتال میں جونیئر ڈاکٹرز کی ٹیم میں شعبہ گائنی کی سپیشلائزیشن کے لئے بھی منتخب کر لیا گیا ہے۔ الحمدللّٰہ علیٰ ذٰلک

**قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام واقفین نو کو مزید اعلیٰ کامیابیوں سے نوازے اور اپنے والدین کے لئے قرۃ العین بنانے کے ساتھ ساتھ جماعت کے لئے بھی مفید وجود بنائے۔ آمین ثم آمین۔**

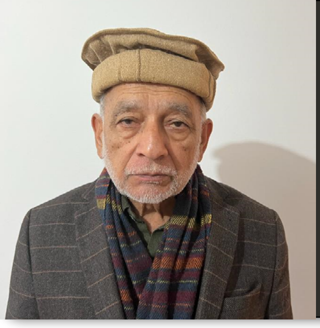

انجینئر محمود مجیب اصغر۔ سویڈن

# سورۃ فاتحہ بارے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے بعض نکات معرفت

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنٰکَ سَبۡعًا مِّنَ الۡمَثَانِیۡ وَالۡقُرۡاٰنَ الۡعَظِیۡمَ ﴿۸۸﴾

(الحجر: 88)

’’ہم نے تجھے اے رسول! سات آیتیں سورہ فاتحہ کی عطا کی ہیں جو مجمل طور پر تمام مقاصد قرآنیہ پر مشتمل ہیں اور ان کے مقابلہ پر قرآن عظیم بھی عطا فرمایا ہے جو مفصل طور پر مقاصد دینیہ کو ظاہر کرتا ہے اور اسی جہت سے اس سورہ کا نام ام الکتاب اور سورۃ الجامع ہے۔

ام الکتاب اس جہت سے کہ جمیع مقاصد قرآنیہ سے مستخرج ہوتے ہیں اور سورۃ الجامع اس جہت سے کہ علوم قرآنیہ کے جمیع انواع پر بصورت اجمال مشتمل ہے اسی جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے سورہ فاتحہ کو پڑھا گویا اس نے سارے قرآن کو پڑھ لیا۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم بحوالہ تفسیر مسیح موعود جلد 5 صفحہ 144)

## حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے نکات معرفت

### امہات الصفات

اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ کی چار بنیادی صفات کا ذکر ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امہات الصفات کہا ہے یعنی ہمارا اللہ رب العالمین ہے ہمارا اللہ رحمان ہے ہمارا اللہ رحیم ہے ہمارا اللہ مالک یوم الدین ہے اور ہمیں یہ حکم ہے کہ تخلقوا باخلاق اللّٰہ

کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔

(افتتاحی خطاب جلسہ سالانہ 1975ء)

(سورۃ واقعہ) کی پہلی چار آیات

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ﴿۷۸﴾

فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ﴿۷۹﴾

لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ ﴿۸۰﴾

تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۸۱﴾

میں سے ہر ایک آیت کا تعلق ان امہات الصفات میں سے ایک ایک صفت کے ساتھ ہے جو سورہ فاتحہ میں بیان کی گئی ہیں۔

انہ لقرآن کریم کا تعلق مالکیت یوم الدین سے ہے فی کتاب مکنون کا تعلق رحیمیت کی صفت کے ساتھ ہے اور لَّا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ کا تعلق رحمانیت کی صفت کے ساتھ ہے اور تنزیل من رب العالمین کا تعلق جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے تصریح فرما دی ہے ربوبیت عالم سے ہے۔

(قرآنی انوار صفحہ 3-4)

اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ﴿۵﴾

سورہ فاتحہ میں یہ ذکر ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات ہیں ان صفات کا رنگ اپنے اوپر چڑھاؤ۔ ان صفات کے جلووں کے نتیجہ میں انسان کو بہت سی طاقتیں اور استعدادیں حاصل ہوتی ہیں اس لئے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ خدا سے یہ دعا کرو کہ اے خدا جو قوتیں اور

استعدادیں تو نے دی ہیں انہیں احسن اور بہتر رنگ میں استعمال کرنے اور ان استعدادوں سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے کی ہمیں توفیق عطا کر۔

پھر چونکہ انسان ہمیشہ کی ترقیات کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس لئے اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یعنی اے خدا! جو کچھ تو نے دیا ہے اس سے جب ہم پورا فائدہ اٹھالیں تو وہ ہماری آخری منزل تو نہیں اس کے بعد مزید منزلوں نے آنا ہے پس ان کے لئے جن نئی استعدادوں اور قوتوں کی ہمیں ضرورت ہو وہ ہمیں عطا کر اور اپنے صراط مستقیم پر ہمیں قائم کر دے اور اپنی رضا کی جنتوں میں ہمیں داخل کر لے‘‘

(جلسہ سالانہ ربوہ 26/ دسمبر 1975ء مطبوعہ الفضل 21/ فروری 1976ء)

صوفیہ اکرم چٹھہ۔لندن

# کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

## روح پرور، ایمان افروز واقعات

## قسط 2

### والدین سے پیار۔جنت ماں کے قدموں کے نیچے

مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا(حرم حضرت مسیح موعود علیہ السلام ) کی والدہ حضرت صاحب کے گھر تشریف لائیں تو گھر کی ملازمہ نے ان سے گستاخی کی۔ آپ ناراض ہوکر نچلے دالان میں چلی گئیں اور اوپر جانے سے انکار کر دیا۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو آپ اپنی بیگم صاحبہ (حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا) کا ہاتھ پکڑ کر ان کو نیچے لے گئے۔ نانی جان بستر پر لیٹی ہوئی تھیں۔حضرت صاحب نے چارپائی کی پائینتی کی طرف ان کو کھڑا کر کے اپنے ہاتھ سے ان کا سر نیچا کیا اور والدہ کے پاؤں میں ان کا سر رکھ کر بوسہ دینے کا اشارہ کیا۔اس کے بعد آپ اوپر تشریف لے گئے۔ ماں نے بیٹی سے ناراضگی دور کی اور خوشی خوشی اوپر تشریف لے گئیں۔

(روزنامہ الفضل 28؍ فروری1995ء)

### اطاعت۔احترام

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ مثنوی مولانا روم کا درس دیا کرتے تھے۔ چودھری ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے والد محترم کے ہمراہ آپ کی صحبت کا موقعہ ملتا رہا۔آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’مجھے خوب یاد ہے کہ بعض دفعہ اس درس کے دوران میں کوئی آدمی کہہ دیتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائے ہیں تو یہ سنتے ہی حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ درس بند کر دیتے اور اُٹھ کھڑے ہوتے اور چلتے چلتے پگڑی باندھتے جاتے اور جوتا پہننے کی کوشش کرتے اور اس کوشش کے نتیجہ میں اکثر آپ کے جوتے کی ایڑیاں دب جایا کرتی تھیں۔ جب آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو جب تک حضور علیہ السلام آپ کو مخاطب نہ کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ کبھی نظر اُٹھا کر حضور علیہ السلام کے چہرے کی طرف نہ دیکھتے۔‘‘

(اصحاب احمد، جلد یاز دہم، صفحہ 52)

### انداز بیاں بات بدل دیتا ہے

ایک شخص یہودی تھا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کرنے کے لئے آیا۔ کسی دوست نے حضور علیہ السلام سے اس کے متعلق پوچھا۔آپ کی تعریف؟ تو حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ یہودی ہے بلکہ یہ فرمایا کہ آپ بنی اسرائیل میں سے ہیں۔کیونکہ اس لفظ یہودی میں حقارت کا مفہوم شامل ہو گیا ہے۔

(مضامین مظہر۔صفحہ 12)

### خدام کی دلداری

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے خدام کی دلداری کا بہت خیال رہتا تھا اور حضور علیہ السلام ان کے لئے خود اپنی ذات سے ہر قسم کی قربانی اور ایثار کا عملاً اظہار فرماتے تھے۔ایک مرتبہ عید کا دن اور میرا صافہ سر صاف نہ تھا۔اس لئے جب کبھی ہم آتے تھے تو ایک آدھ دن کی فرصت نکال کر آتے۔ لیکن جب یہاں آتے اور حضور علیہ السلام قیام کا حکم دے دیتے تو پھر ہمیں ملازمت کے چلے جانے کا بھی خیال نہ ہوتا تھا۔اسی طرح عید کا دن آ گیا اور میں ایک ہی صافہ لے کر آیا تھا اور وہ میلا ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ بازار سے جا کر خرید لاؤں۔ چنانچہ میں بازار کی طرف جا رہا تھا۔آپ نے مجھے دیکھ لیا اور آپ کی فراست خداداد تھی۔ پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ عید کا دن ہے۔ میرا صافہ میلا ہے۔ میں بازار سے خریدنے جا رہا ہوں۔ اسی وقت وہاں ہی کھڑے اپنا عمامہ شریف اتار کر مجھے دے دیا اور فرمایا یہ آپ کو پسند ہے؟ آپ لے لیں۔ میں دوسرا باندھ لیتا ہوں۔ مجھ پر اس محبت اور شفقت کا جو اثر ہوا الفاظ سے ادا نہیں کر سکتے۔ میں نے نہایت احترام کے ساتھ اس عمامہ کو لے لیا اور آپ بے تکلف گھر تشریف لے گئے اور دوسرا عمامہ باندھ کر آ گئے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 166-167)

### امانت

حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام لیٹے ہوئے تھے اور سید فضل شاہ صاحب نے اشارہ کر کے مجھے کہا کہ یہاں جیب میں کچھ سخت چیز پڑی ہے۔ میں نے ہاتھ ڈال کر نکال لی تو حضور علیہ السلام کی آنکھ کھل گئی۔ آدھی ٹوٹے ہوئے گھڑے کی ایک چینی تھی اور دو ایک ٹھیکرے۔ میں پھینکنے لگا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ میاں محمود نے کھیلتے کھیلتے میری جیب میں ڈال دئے۔آپ پھینکیں نہیں میری جیب میں ہی ڈال دیں۔ کیونکہ انہوں نے ہمیں امین سمجھ کر اپنے کھیلنے کی چیز رکھی ہے۔ وہ مانگیں گے تو ہم کہاں سے دیں گے۔ پھر وہ جیب میں ہی ڈال دئے۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 169)

### دعا سے صحت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ’’تذکرۃ الشہادتین‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں کہ میرا ارادہ تھا کہ گورداسپور ایک مقدمہ میں جانے سے پہلے اس کتاب کو مکمل کر لوں اور اسے اپنے ساتھ لے جاؤں مگر مجھے شدید درد گردہ ہو گیا اور میں نے سمجھا کہ یہ کام نہیں ہو سکے گا۔ اس وقت میں نے اپنے گھر والوں (یعنی حضرت نصرت جہاں رضی اللہ عنہا) سے کہا کہ میں دعا کرتا ہوں آپ آمین کہتی جائیں۔ چنانچہ میں نے صاحبزادہ عبد الطیف شہید رضی اللہ عنہ کی روح کو سامنے رکھ کر دعا کی کہ الٰہی! اس شخص نے تیرے لئے قربانی کی ہے اور اس کی عزت کے لئے یہ کتاب لکھنا چاہتا ہوں۔ تو اپنے فضل سے مجھے صحت عطا فرما۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

’’قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہیں بجے تھے کہ میں بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 72-73)

### میں لگاتار روتا رہا

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آخری دن جب آتھم کی پیشگوئی سنائی گئی تو اس کا رنگ بالکل زرد ہو گیا اور دانتوں میں زبان دیکر گردن ہلا کر کہنے لگا کہ میں نے حضرت محمد صاحب کو دجال نہیں کہا۔ حالانکہ اس نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں یہ لفظ لکھا تھا۔ پھر آتھم گر پڑا۔ حالانکہ وہ بہت قوی آدمی تھا۔ پھر دو عیسائیوں نے اس کی بغلوں میں ہاتھ دیکر اسے اُٹھایا۔ ایک شخص جگن ناتھ عیسائی تھا۔ وہ مجھ سے اکثر باتیں کیا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا آتھم بے ایمان ہو گیا ہے اور ڈر گیا ہے۔ پھر جب ہم واپس آئے تو کرنل الطاف علی خان صاحب ہمارے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت صاحب سے تخلیہ میں ملنا چاہتا ہوں۔ کرنل صاحب کوٹ پتلون پہنے داڑھی مونچھ منڈوائے ہوئے تھے۔ میں نے کہا تم اندر چلے جاؤ۔ باہر سے ہم کسی کو نہ آنے دیں گے۔ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ کرنل صاحب اندر چلے گئے اور آدھا گھنٹہ کے قریب حضرت صاحب کے پاس تخلیہ میں رہے۔ کرنل صاحب جب باہر آئے تو چشم پُر آب تھے۔ میں نے کہا آپ نے کیا باتیں کیں جو ایسی حالت ہے۔ وہ کہنے لگے کہ جب میں اندر گیا تو حضرت صاحب اپنے خیال میں بورئیے پر بیٹھے تھے۔ میں نے کہا حضور زمین پر بیٹھے ہیں۔حضور نے سمجھا کہ غالبًا کرنل صاحب بورئیے پر بیٹھنا پسند نہیں کرتا۔ اس لئے حضور نے اپنا صافہ بورئیے پر بچھا دیا اور فرمایا آپ یہاں بیٹھیں۔ میرے آنسو نکل پڑے اور میں نے عرض کی کہ اگرچہ میں ولایت میں بپتسمہ (Baptize) لے چکا ہوں۔ مگر اتنا بے ایمان نہیں ہوں کہ حضور کے صافے پر بیٹھ جاؤں۔حضور فرمانے لگے کہ کچھ مضائقہ نہیں آپ بلا تکلف بیٹھ جائیں۔ میں صافے کو ہٹا کر بورئیے پر بیٹھ گیا اور میں نے اپنا حال سنانا شروع کیا۔ میں شراب بہت پیتا ہوں اور دیگر گناہ بھی کرتا ہوں۔ خدا اور رسول کا نام نہیں جانتا۔لیکن میں آپ کے سامنے توبہ کر کے عیسائیت سے مسلمان ہوتا ہوں۔ مگر جو عیوب مجھے لگ گئے ان کو چھوڑنا مشکل ہے۔حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ استغفار پڑھا کرو اور پنجگانہ نماز پڑھنے کی عادت ڈالو۔ جب تک میں حضور علیہ السلام کے پاس بیٹھا رہا۔میری حالت دگرگوں ہوتی رہی اور میں روتا رہا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 110-111)

### علم کو قید نہ کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک نائی تھا جسے زخموں کو اچھا کرنے کا ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کا نسخہ معلوم تھا۔ دور دور سے لوگ اس کے پاس علاج کے لئے آتے اور فائدہ اُٹھاتے مگر وہ اتنا بخیل تھا کہ اپنے بیٹے کو بھی مرہم کا نسخہ نہیں بتاتا تھا اور کہتا کہ یہ اتنا بڑا

ہنر ہے کہ اس کے جاننے والے دو آدمی ایک وقت میں نہیں ہو سکتے۔ بیٹے نے بہتری منتیں کیں اور کہا مجھے یہ نسخہ آپ بتا دیں مگر وہ یہی جواب دیتا کہ مرتے وقت تمہیں بتاؤں گا۔ اس سے پہلے وہ نہیں بتا سکتا۔ بیٹا کہتا کہ موت کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت آجائے آپ مجھے یہ نسخہ بتا دیں۔ مگر باپ آمادہ نہ ہوتا۔ آخر ایک دفعہ وہ بیمار ہوا اور سخت حالت نازک ہو گئی۔ بیٹا کہنے لگا۔ باپ اب تو مجھے نسخہ بتا دیں مگر وہ جواب دیتا کہ میں مروں گا نہیں اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر حالت اور خراب ہو گئی تو بیٹے نے پھر منتیں کیں مگر پھر بھی وہی جواب تھا کہ کیا تو سمجھتا ہے کہ میں مرنے لگا ہوں۔ میں تو ابھی نہیں مرتا۔ غرض اسی طرح وہ جواب دیتا رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور اس کا بیٹا جاہل کا جاہل ہی رہا۔ یہ چیز ایسی ہے جسے اسلام جائز قرار نہیں دیتا۔

(تفسیر کبیر سورۃ النور صفحہ 282)

## ہر بات میں اچھا پہلو

میاں عبد العزیز صاحب المعروف مغل نے بیان کیا کہ:

''ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کی چھت پر تشریف فرما تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ حضرت صاحب نے مہمانوں کے لئے پرچ پیالیاں منگوائی ہوئی تھیں۔ میر مہدی حسن صاحب سے پرچیں گر گئیں اور چکنا چور ہو گئیں۔ مولوی عبد الکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت صاحب آواز آئی ہے معلوم ہوتا ہے میر مہدی حسن صاحب سے پرچیں ٹوٹ گئیں۔ فرمایا میر صاحب کو بلاؤ۔ میر مہدی حسین صاحب ڈر گئے اور ڈرتے ڈرتے سامنے آئے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ میر صاحب کیا ہوا ہے۔ انہوں نے عرض کیا حضور ٹھوکر لگنے سے یہ پرچیں ٹوٹ گئیں۔ اس پر فرمایا کہ دیکھو جب یہ گری تھیں تو ان کی آواز کیسی اچھی تھی۔''

## حسین طرزِ عمل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''ایک مرتبہ میں سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبد الکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا اور میں پیچھے۔ راستے میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 برس کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا۔ مگر اس نے اس کو جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اس کو لیکر ٹھہر گیا اور اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا۔ اس پر پٹواری کو بہت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 305)

## صرف ایک گھنٹہ کا کرایہ

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام عصر کی نماز سے فارغ ہو کر حسب طریق سیر کے خیال سے باہر تشریف لائے۔ (آخری سیر) ایک کرایہ کی گھوڑا گاڑی حاضر تھی جو فی گھنٹہ مقررہ شرح پر منگوائی گئی تھی۔ آپ نے اپنے نہایت مخلص صحابی شیخ عبد الرحمٰن قادیانی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس گاڑی والے سے کہہ دیں کہ وہ ہمیں صرف اتنی ہی دور لے جائے کہ ہم اس وقت کے اندر اندر ہوا خوری کر کے گھر واپس پہنچ جائیں۔ چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور آپ تفریح کے طور پر چند میل پھر کر واپس آ گئے۔ اس وقت آپ کو کوئی خاص بیماری نہ تھی۔ صرف مضمون لکھنے کی وجہ سے کسی قدر ضعف تھا اور غالبًا آنے والے حادثے کے مخفی اثر کے تحت ایک گونہ ربودگی اور انقطاع کی کیفیت طاری تھی۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 182)

## مخالفین کی اولاد حضور کے قدموں میں

شیخ نیاز محمد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت مخالف محمد بخش صاحب تھانیدار بٹالہ کے بیٹے تھے۔ شیخ صاحب کی اہلیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنستے ہوئے اندر تشریف لائے اور ایک کپڑا مجھے دے کر فرمایا کہ معلوم ہے کہ یہ کپڑا تمہیں کس نے دیا ہے؟ پھر فرمایا یہ اسی کے بیٹے نے دیا ہے جس نے تمہارے ٹرنک لیکھرام کی تلاشی کے وقت توڑے تھے۔ حضور انور علیہ السلام کو اس خیال سے کس قدر روحانی سرور حاصل ہوا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح مخالفین کی اولاد کو پکڑ پکڑ کر حضور علیہ السلام کے قدموں کے گرا دیا ہے۔

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 100 طبع اوّل)

## دوستو! جاگو! کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے

دھرم شالہ میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے ہیڈ کلرک ایک ہندو دوست پنڈت مولی رام ہوتے تھے۔ ان کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خط و کتابت تھی۔ 3؍اپریل 1905ء کو یعنی زلزلہ آنے سے صرف ایک دن قبل ان کو حضور علیہ السلام کا ایک خط پہنچا جس میں حضور علیہ السلام نے لکھا تھا کہ خدا کا عذاب آسمان پر بھڑک رہا ہے۔ اس کا عذاب سالوں میں نہیں مہینوں میں نہیں بلکہ سیکنڈوں میں زمین پر نازل ہونے والا ہے۔ پنڈت صاحب نے یہ خط پڑھے بغیر سرہانے تلے رکھ دیا۔ شام کو صبح کو انہوں نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ پنڈت صاحب ابھی یہ خط پڑھ ہی رہے تھے کہ زلزلہ آ گیا اور خط پڑھتے پڑھتے اپنے مکان سے باہر آ گئے۔ حضور علیہ السلام کے خط کی بدولت ان کی جان بچ گئی۔ اس سے عجیب تر واقعہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا۔ حضور علیہ السلام 4؍اپریل 1903ء کی صبح کو ''نصرۃ الحق'' یعنی براہین احمدیہ حصہ پنجم کا مسودہ لکھ رہے تھے۔ اس دوران جب حضور علیہ السلام اس الہام تک پہنچے کہ:

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا تعالیٰ اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کر دے گا۔''

حضور علیہ السلام یہ الفاظ لکھ کر اس کے پورا ہونے کا ثبوت درج کرنے کو تھے کہ زلزلہ آ گیا۔

(البدر 6؍اپریل 1905ء صفحہ 6 کالم نمبر 3)

## آپ کے منہ کی بات پوری ہو جائے

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر اپنے لئے ایک نکاح ثانی کی پیشگوئی فرمائی تو گو یہ پیشگوئی بعض شرائط کے ساتھ مشروط تھی مگر پھر بھی چونکہ اس وقت اس کا ظاہری پہلو یہی سمجھا جاتا تھا کہ یہ ایک نکاح کی پیشگوئی ہے اور لڑکی کے والدین اور عزیز و اقارب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سخت خلاف تھے۔ تو ایسے حالات میں حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے کئی دفعہ خدا کے حضور رو رو کر دعائیں کیں:

''خدایا تو اپنے مسیحا کی سچائی ثابت کر اور اس رشتہ کے لئے خود اپنی طرف سے سامان مہیا کر دے۔''

اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ اس رشتہ کے ہو جانے سے تم پر سوکن آتی ہے۔ تم ایسی دعا کیوں کرتی ہو۔ تو حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے اس کے جواب میں فرمایا:

''کچھ بھی ہو۔ میری خوشی اس میں ہے کہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی بات پوری ہو جائے۔''

اس چھوٹے سے گھریلو واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے نظیر حسنِ سلوک اور عدیم المثال شفقت نے آپ کے اہل خانہ پر کس قدر غیر معمولی اثر پیدا کیا؟

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 600)

## خدا قادر ہے

ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب امروہی اپنے ایک رشتہ دار کو امروہے سے قادیان ہمراہ لائے۔ وہ شخص قریباً اندازاً 50،60 سال کی عمر کا ہو گا اور کانوں سے اس قدر بہرہ تھا کہ ایک ربڑ کی نلکی کانوں میں لگایا کرتا اور زور زور سے بولتے تو قدرے سنتا۔ حضرت اقدس علیہ السلام ایک دن تقریر فرما رہے تھے اور وہ بھی بیٹھا تھا۔ اس نے عرض کی حضور مجھے بالکل سنائی نہیں دیتا۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ مجھے آپ کی تقریر سنائی دینے لگے۔ آپ نے دوران تقریر اس کی طرف روئے مبارک کر کے فرمایا کہ خدا قادر ہے۔ اسی وقت اس کی سماعت کھل گئی اور وہ کہنے لگا حضور مجھے ساری تقریر آپ کی سنائی دیتی ہے اور وہ شخص نہایت خوش ہوا اور نلکی ہٹا دی اور پھر وہ سننے لگ گیا۔

(اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ 134)

---

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت ...... از صفحہ 1

چاہئے بلکہ اگلی نسل میں بھی نیکیوں کو اختیار کرنے کی طرف جہاں کوشش کرنی چاہئے، انہیں توجہ دلانی چاہئے وہاں ان کے لئے دعا بھی کرنے کی ضرورت ہے تا کہ ان میں بھی نیکیوں میں آگے بڑھتے چلے جانے کی روح پیدا ہو۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ:

''ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آ گیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا۔'' (یعنی اس بزرگ کی وجہ سے) ''اور دعا کے وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔'' فرمایا کہ ''مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں۔'' ان کے لئے تو بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپ کو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جب تک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا۔ یَفۡعَلُوۡنَ مَا یُؤۡمَرُوۡنَ۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 138 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یعنی وہی کرتے ہیں جو حکم دیئے جاتے ہیں۔ یعنی اپنی عملی حالتوں کو ایسے بناؤ جیسے تم کو حکم دیا جاتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 29؍دسمبر 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ابو نائل

# خدا تعالیٰ کے وجود کے بارے میں
# رچرڈ ڈاکنس صاحب کے چند نظریات پر تبصرہ

## قسط دوم

خاکسار نے گزشتہ مضمون ’’خدا تعالیٰ کے وجود کے بارے میں رچرڈ ڈاکنس صاحب کے چند نظریات پر تبصرہ‘‘ میں خدا تعالیٰ کے وجود کے بارے میں رچرڈ ڈاکنس صاحب کے چند نظریات کا تجزیہ پیش کیا تھا۔ ڈاکنس صاحب دہریہ نظریات کے نمایاں ترین دانشور سمجھے جاتے ہیں اور اس موضوع پر بہت سی کتب تحریر کر چکے ہیں۔ اور انہوں نے اپنے نظریات کی تائید میں جو دلائل پیش کئے ہیں، اس دور میں اس سوچ کے اکثر احباب وہی دلائل پیش کرتے ہیں۔ چونکہ ان کا نام اب ایک حوالہ بن چکا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ان کے پیش کردہ دلائل کو پرکھ کر سچ جاننے کی کوشش کی جائے۔

وہ اپنی کتاب ’’The God Delusion‘‘ میں ڈارون کے نظریہ ارتقاء کو بار بار پیش کرتے ہیں اور یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ زمین پر زندہ اشیاء کی پیچیدگی اور ان کے پرحکمت نظام سے متاثر ہو کر یہ نتیجہ نکالنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ ان کو بنانے والی ایک ہستی موجود ہے کیونکہ ڈارون کے نظریہ ارتقاء اور قدرتی انتخاب (Natural Selection) نے اس معمہ کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ہے۔ سادہ سی مثال ہے کہ صنعتی انقلاب سے پہلے لندن میں جو پروانے پائے جاتے تھے وہ سفید رنگ کے ہوتے تھے اور ان پر سیاہ نقطے ہوتے تھے۔ جب صنعتی انقلاب شروع ہوا تو کوئلے کے استعمال اور اس کے دھوئیں کی وجہ سے جن عمارتوں پر وہ بیٹھتے تھے وہ سیاہ ہو گئے۔ چنانچہ جو پروانے زیادہ سیاہ رنگ کے تھے وہ پرندوں کو نظر نہیں آتے تھے اور انہیں وہ نہیں کھا سکتے تھے اور جو سفید رنگ کے تھے وہ پرندوں کو آسانی سے نظر آجاتے تھے، وہ انہیں آسانی سے کھا سکتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ لندن میں سیاہ رنگ کے پروانے بہت زیادہ ہو گئے اور سفید رنگ کے پروانے ختم ہو گئے۔

جن جنگلات میں زرافے کا ارتقاء ہوا وہاں ان جانوروں کو درختوں کے پتے کھانے پڑتے تھے۔ اور سب جانوروں کے لئے ان پتوں تک پہنچنا مشکل ہوتا تھا جو کہ درختوں کے اوپر کے حصے پر لگے ہوتے تھے۔ اور خشک موسم میں نچلی سطح پر لگے ہوئے پتے ختم ہو جاتے تھے چنانچہ وہ جانور زیادہ نشوونما پاتے تھے جن کی گردنیں لمبی ہوتی تھیں۔ اس مخصوص ماحول میں زرافے کے آباء میں وہ جانور زیادہ بہتر نشوونما پا رہے تھے جن کی گردن لمبی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں سال بعد دنیا میں لمبی گردن والے زرافے زیادہ ہو گئے اور اس جانور کی گردن لمبی ہو گئی۔

ڈیئر قسم کا چوہا امریکہ میں پایا جاتا ہے۔ اس کا رنگ عموماً بھورا ہوتا ہے کیونکہ اس رنگ کا چوہا جنگل میں آسانی سے چھپ کر دشمن سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ لیکن اس کی جو قسم ریت کے ٹیلوں میں پائی جاتی ہے وہ ہلکے رنگ کی ہوتی ہے کیونکہ ریت کے تودوں میں ہلکے رنگ کا چوہا آسانی سے پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ چنانچہ آٹھ ہزار سال کے عرصہ میں اس علاقہ میں بھورے رنگ کی بجائے ہلکے رنگ کے چوہوں کی قسم پیدا ہوگئی۔ اس طرح ہر نوع کے جاندار اپنے آپ کو اپنے ماحول میں زندہ رکھنے اور نشوونما پانے کے لئے بہتر سے بہتر بناتے جاتے ہیں۔

ڈارون کے نظریات کے مطابق لاکھوں سال کی تبدیلیوں کے بعد جانداروں کی مختلف انواع کی کچھ آبادی میں اتنی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ اس طویل عمل کے بعد وہ اپنی نوع سے علیحدہ ہو کر زیادہ بہتر اور پیچیدہ قسم کی نوع کا روپ دھار لیتی ہیں۔ اس طرح زمین پر زندگی کی کروڑوں قسم کی انواع نے جنم لیا۔ ڈارون کے یہ نظریات مکمل طور پر زمین پر زندگی کے سفر کی وضاحت پیش کرتے ہیں کہ نہیں یہ ایک علیحدہ بحث ہے لیکن سب سے پہلا سوال تو یہ ہے کہ زمین پر زندگی کا آغاز کیسے ہوا؟ کیا بغیر کسی خالق کے یہ زمین پر زندگی کا آغاز ممکن تھا؟ نظریہ ارتقاء زمین پر زندگی کے آغاز کے بعد کی ترقی کی کچھ وضاحت پیش کرنے کی کوشش تو کرتا ہے لیکن زندگی کی پیدائش سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سوال تو بعد میں اٹھے گا کہ زندگی نے ترقی کرتے کرتے پیچیدہ سے پیچیدہ شکل کس طرح اختیار کی پہلے تو یہ معمہ حل ہونا چاہیے کہ زندگی کا آغاز کس طرح ہوا؟

رچرڈ ڈاکنس اپنی کتاب میں بار بار یہ اصرار کرتے ہیں کہ بے شک زمین پر پیچیدہ سے پیچیدہ شکل میں جاندار پائے جاتے ہیں اور ان کی ساخت اپنے اندر حکمتوں کا ایک خزانہ رکھتی ہے لیکن یہ نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہیں کہ ان اشیاء کو ترقی کی منازل طے کرانے والی کوئی ہستی موجود ہے کیونکہ ان کے نزدیک ڈارون کا نظریہ ارتقاء اس کی وضاحت پیش کرتا ہے کہ زندگی نے کس طرح ترقی کی لیکن وہ اپنی کتاب The God Delusion میں کافی دیر تک اس بنیادی سوال سے گریز کرتے ہیں کہ زمین پر زندگی کا آغاز کس طرح ہوا؟ کیا بغیر ایک خالق ہستی کے ایسا ممکن تھا۔ حالانکہ یہ سوال سب سے پہلے اٹھنا چاہیے تھا۔

بالآخر وہ اپنی کتاب کے صفحہ 160 پر اس مسئلہ پر وضاحت پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کی وضاحت بیان کرنے سے پہلے یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ موجودہ تحقیق کے مطابق سائنسدان کیا کہتے ہیں کہ زمین پر زندگی کا نقطہ آغاز کیا تھا؟ آج سے ساڑھے چار ارب سال پہلے زمین وجود میں آئی اور تقریباً تین ارب ستر کروڑ برس قبل زمین پر زندگی کی ابتدائی حالت کا آغاز ہوا۔ مگر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ آغاز کس طرح ہوا؟

اس دور کے ماہرین کہتے ہیں کہ سب سے پہلا مرحلہ یہ تھا کہ RNA کے مالیکیول وجود میں آئے۔ یہ مالیکیول اکثر زندہ اشیاء کے تمام خلیوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ بہت پیچیدہ مالیکیول ہے جو کہ ایک چکر کھاتے ہوئے دھاگے کی صورت میں ہوتا ہے۔ سادہ الفاظ میں یہ قدرت کی ایک تحریر ہے جو کہ خلیوں میں دوسرے کاموں کے علاوہ پیغام رسانی کا کام بھی کرتی ہے۔ یہ تحریر ایک بہت معین اور پیچیدہ صورت میں ہوتی ہے۔ اگر اس کی ساخت میں معمولی سا فرق بھی ہو تو یہ اپنا کام درست طریق پر نہیں کر سکتی اور زندگی کے لئے کام نہیں آسکتی۔ اگر اس مالیکیول کو مناسب ماحول میں رہنے دیا جائے تو اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ اپنے جیسے دوسرے RNA کے مالیکیول کو پیدا کر سکے۔

کیا اتنی پیچیدہ چیز خود بخود محض اتفاقاً وجود میں آسکتی ہے۔ یہ سوال اسی طرح ہے کہ اگر ہم گتے کے چھوٹے سے ٹکڑوں پر انگریزی کے حروف تہجی لکھ دیں یعنی A,B,C سے لے کر X,Y,Z تک اور ایک نابینا کو کہیں کہ انہیں اپنی مرضی سے ایک لائن میں رکھتا جائے اور محض اتفاق سے وہ بالکل صحیح ترتیب میں رکھے جائیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ یا جب وہ نابینا انداز سے یہ ٹکڑے ایک ترتیب سے رکھتا جائے تو ایک محض اتفاق سے ایک فصیح عبارت کا جملہ بن جائے۔ یا یہ ممکن ہے کہ ایک بلی کھیلتے ہوئے ایک لیپ ٹاپ کے، کی بورڈ (Key Board) پر پاؤں مارتی جائے اور محض اتفاق سے ایک پیراگراف کی درست عبارت لکھی جائے۔ اگر یہ ممکن نہیں تو جو قدرتی تحریر بہت معین طور پر RNA پر لکھی ہوتی ہے وہ اتنی پیچیدہ اور معین اور پرحکمت ہے کہ اگر اس میں ذرا فرق آئے تو زندگی کا سفر شروع نہیں ہو سکتا، وہ کس طرح محض اتفاق سے وجود میں آسکتی ہے۔ ڈاکنس صاحب اپنی کتاب میں اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مذہبی طبقہ جب ارتقا (Evolution) کے سامنے بے بس ہو جاتا ہے تو زندگی کے آغاز پر جا کر پناہ لیتا ہے۔ یعنی یہ دلیل پیش کرتا ہے کہ اگر کوئی خالق موجود نہیں تو زندگی کا آغاز کس طرح ہوا؟ کیونکہ زندگی کا آغاز اپنی ذات میں ایک پیچیدہ اور پرحکمت عمل تھا اور وہ بغیر کسی خالق کے ممکن نہیں۔ اس کا حل پیش کرنے کی بجائے وہ لکھتے ہیں:

The origin of life only had to happen once. We therefore can allow it to have been an extremely improbable event, many orders of magnitude more improbable than most people realize.

(The God Delusion by Richard Dawkins, Published by Penguin Random House UK 2016 p162)

ترجمہ: زندگی کا آغاز تو ایک مرتبہ ہی ہونا تھا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس بات کا امکان بہت ہی کم تھا) کہ زندگی خود بخود شروع ہو۔ اور جتنا اکثر لوگوں کا خیال ہے یہ آغاز اس سے بھی زیادہ ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

یہاں وہ اپنے بچھائے ہوئے جال میں خود ہی پھنس گئے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ مضمون میں ذکر کیا گیا تھا کہ وہ اس کتاب کے شروع میں یہ لکھتے ہیں کہ ہم یہ ثابت تو نہیں کر سکتے کہ خدا موجود نہیں ہے لیکن چونکہ عقل کی رو سے اس بات کا امکان بہت کم ہے کہ خدا موجود ہو تو ہم اس بنیاد پر خدا کے وجود کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن جب زندگی کے آغاز کا ذکر آتا ہے تو وہ یہ ماننے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ سائنسی طور پر اس بات کا امکان بہت ہی زیادہ کم ہے کہ زندگی خود بخود شروع ہو گئی ہو۔ اگر ان کے نزدیک سائنسی طور پر اس بات کا امکان بہت ہی زیادہ کم بلکہ اکثر لوگوں کے وہم و گمان سے بھی زیادہ کم ہے کہ زندگی جیسی پیچیدہ چیز خود بخود بغیر خالق کے محض اتفاقاً وجود میں آگئی ہو تو انہیں اپنے اصول کے مطابق یہ اعلان کرنا چاہیے کہ سائنسی طور پر یہ ممکن نہیں ہے کہ زندگی اتفاقاً شروع ہوگئی ہو۔ اس کے بعد یہی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس زندگی کا کوئی خالق موجود ہے۔

اوپر درج کئے گئے حوالے میں ڈاکنس صاحب کہتے ہیں کہ زندگی کا آغاز تو ایک ہی مرتبہ ہونا تھا۔ گویا وہ یہ قائل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گو بغیر کسی پیدا کرنے والے خدا کے خود بخود زندگی کا آغاز تو تقریباً ناممکن نظر آتا ہے۔ کسی طرح ہو گیا ہوگا۔ سائنسی نقطۂ نظر سے یہ کوئی معقول جواب نہیں۔ سائنسی مسئلے اس طرح کہ مفروضے پیش کر

بقیہ صفحہ 10 پر

حنیف محمود کے قلم سے

## آداب معاشرت

# مساجد کے آداب

## قسط 2

مساجد کا بہت ادب و احترام کرنا چاہئے اور کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے جو ان کے تقدس اور احترام کے خلاف ہو۔ مساجد کے آداب مندرجہ ذیل ہیں۔

مساجد میں پاک و صاف ہو کر، صاف ستھرا لباس پہن کر اور باوضو ہو کر جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الاعراف میں فرماتا ہے: اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کر لیا کرو۔

جنبی مرد کا اور حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے۔ مساجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھنا چاہئے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے بِسۡمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ رَحۡمَتِكَ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اللہ کے رسول پر سلامتی ہو۔ اے میرے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور اپنی رحمت کے دروازے مجھ پر کھول دے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت حاضرین کو السلام علیکم کہا جائے۔ اسی طرح مسجد سے باہر نکلتے ہوئے السلام علیکم کہیں اور پہلے بایاں پاؤں باہر نکالیں اور پھر یہ دعا پڑھیں۔ بِسۡمِ اللّٰہِ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغۡفِرۡلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ وَافۡتَحۡ لِیۡ اَبۡوَابَ فَضۡلِكَ

(مسند احمد)

جب مسجد میں داخل ہوں تو دو نفل ادا کرنے چاہئیں۔ (مشکوٰۃ) مسجد میں بلند آواز سے باتیں نہیں کرنا چاہئے۔ خاموشی سے وقت گزارنا چاہئے۔ اگر مجبوری سے کوئی دینی بات کرنی ہو تو آہستگی سے کرنی چاہئے تا نمازیوں کی نماز میں حرج نہ ہو۔ مسجد میں ہنسنا بھی نہیں چاہئے۔ مسجد میں بیٹھ کر گپیں ہانکنا اور ادھر اُدھر کی فضول باتیں کرنا سخت ناپسندیدہ حرکت ہے کیونکہ مسجد خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ ضرورت محسوس ہونے پر مذہبی، سیاسی، قضائی اور تمدنی امور پر بھی مساجد میں گفتگو ہوسکتی ہے۔

مساجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن پاک کی جانی چاہئے کیونکہ آنحضرت ﷺ فرماتے تھے۔ اِنَّمَا ھِیَ لِذِکۡرِ اللّٰہِ (مسلم کتاب الطہارہ) کہ مساجد اللہ تعالیٰ کے ذکر اور قرآن مجید پڑھنے کے لئے تعمیر کی جاتی ہیں۔ مساجد میں لہسن، پیاز اور بدبو دار سبزی کھا کر نہیں آنا چاہئے کیونکہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے مساجد میں بیٹھ کر خرید و فروخت کی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے۔ اس لئے مسجد میں کھوئی ہوئی چیز تلاش کرنے کے اعلان کی بھی ممانعت آئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن نماز سے پہلے لوگ حلقے بنا کر بیٹھے باتیں کریں۔ (ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ) مساجد کو ہر قسم کی گندگی سے پاک و صاف رکھنا چاہئے۔ کیونکہ مساجد اللہ تعالیٰ کے گھر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج آیت 27 میں فرماتا ہے۔ وَطَہِّرۡ بَیۡتِیَ لِلطَّآئِفِیۡنَ وَالۡقَآئِمِیۡنَ وَالرُّکَّعِ السُّجُوۡدِ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کے لئے اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر۔ مساجد میں بدبو اور عفونت کو دور کرنے کے لئے عود (اگر بتی) جلانی چاہئے۔ مساجد میں تصویریں نہیں بنانی چاہئیں۔ مساجد میں باجماعت نمازوں کو ادا کرنا چاہئے کیونکہ مسجد کی اصل زینت نمازیوں کے ساتھ ہے نہ کہ عمارتوں کے ساتھ۔

مساجد میں صف بندی کا خیال رکھنا چاہئے اور نماز ادا کرنے کے وقت صفوں کو ضرور درست کرنا چاہئے کیونکہ صفوں کی درستگی نماز کی تعمیل کا ایک ضروری جزو ہے۔

مساجد میں اللہ تعالیٰ کا نام لینے اور اس کی عبادت بجالانے کے لئے کسی کو نہیں روکنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ کے نزدیک ایسا کرنے والا بہت بڑا ظالم ہے۔ مساجد میں اللہ کی عبادت سے روکنے کا کسی کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ جسے رسول کریمؐ نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا۔

مساجد کا قیام تقویٰ کو مدنظر رکھ کر کیا جائے۔ ان کو فتنہ و فساد کی بنیاد رکھنے کی جگہ نہ بنایا جائے اور نہ ہی بغاوت کرنے کا ذریعہ بنایا جائے کیونکہ یہ بہت ظلم ہے۔ پس مساجد امن کے لئے روحانیت کی ترقی کے لئے اور دلوں کی تسکین کے لئے بنائی جانی چاہئیں۔ تاکہ مساجد سے مسافر بھی، شہر میں رہنے والے بھی، توحید کامل پر قائم رہنے والے لوگ سبھی فائدہ اٹھائیں اور خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر سکیں۔ حضرت عثمان بن عفانؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر مسجد تعمیر کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس کے لئے جنت میں اس جیسا گھر تعمیر کرتا ہے۔

---

### بقیہ: رچرڈ ڈاکنس صاحب کے چند نظریات … از صفحہ 9

کے حل نہیں کیے جاتے کہ ایسا کسی طرح ہو گیا ہو گا۔ اور انہوں نے اپنے اس مفروضے کا کوئی ثبوت نہیں پیش کیا کہ زندگی کا آغاز صرف ایک مرتبہ ہی ہوا ہے۔ سائنس نے ابھی یہ ثابت ہی نہیں کیا کہ کائنات کے کسی اور گوشے میں یا بہت سے گوشوں میں زندگی موجود نہیں اور پوری کائنات میں صرف زمین پر ہی زندگی موجود ہے۔ سائنسدانوں کی ایک بہت بڑی تعداد اس بات کی امید رکھتی ہے کہ کبھی نہ کبھی کسی اور مقام پر زندگی کا سراغ مل جائے گا اور اگر کائنات کو ایک ارب حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اب تک اس اعتبار سے اس کے ایک حصہ کا بھی جائزہ نہیں لیا جا سکا۔

یہ لکھنے کے چند ہی صفحوں بعد صفحہ 166 پر وہ خود اپنے مفروضے کی تردید کر کے لکھتے ہیں:

I think it is likely there is intelligent life elsewhere

ترجمہ: میرے خیال میں زیادہ امکان اس بات کا ہے کہ کسی اور مقام پر ذہانت رکھنے والی مخلوق موجود ہے۔

اگر ان کا مفروضہ درست تھا کہ کائنات میں زندگی کا آغاز ایک مرتبہ ہوا ہے تو ان کا یہ خیال درست نہیں ہوسکتا کہ کائنات میں کسی اور مقام پر ایسی مخلوق موجود ہے جو کہ انسانوں کی طرح ذہانت رکھتی ہے۔ اسی صفحہ پر وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر ہم مثال کے طور پر یہ مان لیں کہ خود بخود زندگی کی بالکل ابتدا ہونے کے امکانات ارب میں ایک کے برابر ہیں تو بھی اس کائنات میں ارب ہا ارب سیارے موجود ہیں۔ اس فارمولے کے تحت محض اتفاقاً ایک ارب سیاروں پر بھی زندگی کا آغاز ہو سکتا ہے۔ یعنی وہ اس بات سے شروع ہوئے تھے کہ زندگی کا آغاز صرف ایک مرتبہ ہوا۔ پھر کچھ صفحات میں ہی یہ تعداد ممکنہ طور پر ایک ارب تک جا پہنچی۔ اس مرحلہ پر وہ اپنے مفروضے اتنی تیزی سے تبدیل کر رہے ہیں کہ پڑھنے والے کا ذہن چکرا جاتا ہے۔ بہر حال یونہی سہی اب ان کے اس تازہ دعوے کا جائزہ لیتے ہیں۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ دنیا میں ارب ہا ارب سیارے موجود ہیں۔ لیکن اب تک جن سیاروں کا جائزہ لیا گیا ہے ان میں سے بہت کم پر زندگی شروع ہو کر پنپ سکتی ہے۔ اگر سیارہ اپنے ستارے کے بہت قریب گردش کر رہا ہو گا تو اس کا درجہ حرارت اتنا زیادہ ہو گا کہ اس پر زندگی کا نہ آغاز ہو سکے گا اور نہ زندگی پنپ سکے گی۔ اور اگر بہت دور ہو گا تو اتنا سرد ہو گا کہ اس پر زندگی موجود نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی سیارہ مشتری کی طرح بڑا ہو گا تو اس کی سطح ایسی حالت میں ہو گی کہ اس پر زندگی پرورش نہیں پا سکتی۔ اور کیپلر خلائی دوربین کی جمع کردہ مواد کے مطابق کائنات کے صرف دس فیصد ستارے ایسے ہیں جن کے گرد زمین جیسے سیارے موجود ہیں۔ اس کے علاوہ زندگی کے لئے سیارے پر پانی ہونا ضروری ہے۔

### صلی اللہ علیہ وسلم

ادارہ الفضل کو ملنے والے مضامین میں مضمون نگار یا کمپوزر حضرات نے حضرت محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا کمپیوٹرائزڈ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ دونوں طرز سے لکھنا درست ہے۔ لیکن ایک ہی مضمون میں یا ایک پیراگراف میں کچھ جگہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر اور کچھ حصوں میں کمپیوٹرائزڈ طرز پر لکھا جائے تو مضمون میں حسن نہیں رہتا۔ بعض دوست تو ایک ہی سطر میں دونوں طریق پر لکھ رہے ہوتے ہیں۔

کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون میں ایک ہی طرز پر صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپوز کریں۔ اگر کھول کر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے تو تحریر عمدہ لگتی ہے۔ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے وقت ساتھ زیر لب دوہرا بھی لیں تو ثواب کا موجب۔ ہو گا۔

کَانَ اللّٰہُ مَعَکُمۡ

کاشف احمد

# سقراط کو جمہوریت سے کیوں نفرت تھی؟

بیشتر مغربی دنیا کے لوگ اور اسی سوچ سے متاثرہ باقی دنیا بھی جمہوریت کے گن گاتی نہیں تھکتی اور اس کے ساتھ ساتھ قدیم یونانی تہذیب، جہاں جمہوریت نے جنم لیا، کے بھی بے حد معترف اور دلدادہ دکھائی دیتے ہیں۔ یونانی دیوی پارتھنن کی خانقاہ جمہوری قدروں کی پاسداری کی علامت مانی جاتی ہے۔ اسی لئے دنیا کے اکثر جمہوری لیڈر اس خانقاہ کے آثار کے ساتھ اپنی تصویر بنوانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مگر یہ جان کر اکثر جمہوریت کے حامی لوگوں کو شدید دھچکا لگے گا کہ یونانی فلاسفروں میں چوٹی کے فلاسفر جمہوریت کے خلاف تھے۔ یونانی فلسفے کا بانی سمجھا جانے والا مشہور زمانہ فلسفی، افلاطون اپنی کتاب ''دی ریپبلک'' کی جلد 6 میں سقراط کے ایک فرضی کردار سے مکالمے کے بارے میں لکھتا ہے۔ جس میں سقراط جمہوری نظام پر شدید نقطہ چینی کرتے ہوئے ایک بحری جہاز کی مثال دیتے ہوئے سوال کرتا ہے کہ اس جہاز کا کپتان کون ہونا چاہیے؟ کوئی بھی! یا پھر کوئی ایسا شخص جو اس کام کا تجربہ رکھتا ہو اور اس میں تربیت یافتہ بھی ہو؟ پھر ہم یہ کیوں مان لیتے ہیں کہ کوئی بھی چاہے کتنا بھی ناسمجھ اور بےشعور ہو، اسے بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جسے چاہے اپنے ملک کی حکومت چلانے کا اختیار دے دے؟ سقراط کہتا تھا حکومت بنانے کے لئے ووٹ دینا کوئی عام سا بے تکا غیر اہم سا حق نہیں جو ہر کسی کو بغیر کسی سمجھ بوجھ کے دیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے باقاعدہ تعلیم اور تربیت دینا ضروری ہے ورنہ یہ اسی طرح ہوگا جیسے کسی بھی غیر تربیت یافتہ ناتجربہ کار شخص کو جہاز کا کپتان بنا دیا جائے اور اس سے امید رکھی جائے کہ وہ جہاز کو مسافروں سمیت باحفاظت اور وقت پر اپنی منزل مقصود تک پہنچا دے گا۔ بعد ازاں سقراط کو خود بھی اسی جمہوری نظام کے دردناک ترین تجربے سے گزرنا پڑا جب اسے اپنے ہی خلاف یونانی نوجوانوں کو گمراہ کرنے کے الزام میں ایک مقدمے کا سامنا کرنا پڑا اور وہاں 500 افراد کی ایک جیوری میں بہت معمولی فرق کے ساتھ اسے اس الزام میں زہر کا پیالہ پینے کی سزا سنادی گئی۔ سقراط اس بات کا شدید مخالف تھا کہ شعور نہ رکھنے والے ناسمجھ لوگوں کو ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ وہ صرف باشعور اور معاشرتی مسائل پر گہری نظر اور سوچ رکھنے والوں کو یہ حق دینے کا حامی تھا جو اس بات کا بھی تعین کریں کہ حکومت کے چلانے کے لئے کس قسم کی تعلیم و تربیت اور تجربہ درکار ہونا چاہیے اور اس کے لئے اہل لوگوں کی نیک نامی اور سابقہ عوامی خدمات کا کوئی مستند تصدیق شدہ ریکارڈ ہونا کتنا ضروری ہے۔

جمہوریت کے حامی دراصل یہ نہیں جانتے کہ دراصل اس نظام کی اصل روح سے بالکل ناواقف ہونے کے ساتھ ساتھ وہ جمہوریت کے نام پر سامراجی نظام کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں، جس بات کا ڈر اس کے بانی یونانی فلسفیوں کو بھی تھا، کہ تربیت یافتہ تجربہ کار، اچھے اور باشعور افراد کی جگہ وہ مفاد پرست لوگ صرف زبانی دعوے کرکے اور سبز باغ دکھا کر اپنی ہی عوام کی نظروں میں دھول جھونکنے کے بعد صرف اپنے ذاتی فوائد کی خاطر الیکشن جیت کر حکمران بن بیٹھتے ہیں اور جاہل عوام انہی کو اپنا لیڈر مان لیتی ہے۔ تاریخ میں اسی قسم کی ایک انتہائی تکلیف دہ مثال ایک یونانی امیر زادے السیبیڈیز کی موجود ہے جس نے اپنی خوبصورت گفتگو اور پرکشش شخصیت کے ساتھ حکومت تو حاصل کرلی مگر بنیادی انسانی حقوق سلب کرکے یونان کو جنگ کی تباہی میں جھونک دیا۔ سقراط اس قسم کی نام نہاد جمہوریت کا بہت اچھی طرح سے ایک مثال کے ساتھ ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ فرض کریں ایک انتخابی تحریک میں ایک نانبائی اور چاکلیٹ فروش دکاندار کا ایک ڈاکٹر سے مقابلہ ہو تو دکاندار کا کہنا یہ ہو گا کہ: ''یہ شخص آپ پر کتنی مصیبتیں اور برائیاں مسلط کرتا ہے۔ آپ کو تکلیف دیتا ہے، کڑوے کسیلے قسم کے مشروب دوا کے نام پر پلاتا ہے۔ پھر کہتا ہے یہ نہ کھاؤ، وہ نہ پیو، یہ چھوڑ دو، وہ نہ کرو۔ یہ شخص کبھی آپ کو آپ کی مرضی سے زندگی گزارنے، کچھ بھی کرنے اور مزے دار چیزیں کھانے نہیں دے گا جیسے میں آپ کے لئے وہ سب کر سکتا ہوں جس کی آپ کو ہمیشہ خواہش ہے۔''

اب خود ہی سوچیں عوام کی اکثریت جو شعور نہیں رکھتی اور ناسمجھ ہے، وہ کس کو ووٹ دے گی؟ اس صورت حال کا صرف ایک ہی بہترین حل اور سب سے بہتر طریقہ ہے جو ہمیں ہمارے خالق حقیقی نے سکھایا کہ ہمیشہ خود سے بہتر، اچھے اور نیک انسان کو نظام چلانے کے لئے چنو اور اپنے آپ کو کبھی اس خدمت کے لئے خود سے پیش مت کرو۔ ہمیشہ کسی اور بہتر شخص کو نامزد کرو اور اسی کو ووٹ دو۔ کیونکہ ایک اچھا اور نیک انسان قابل بھروسہ، دانا اور باشعور ہوتا ہے۔ مگر ایسا تبھی ممکن ہوتا ہے جب بہت نچلی اور گلی محلے کی سطح پر حلقہ جات میں چناؤ کا عمل شروع ہو جہاں سب لوگ ذاتی طور پر ایک دوسرے سے واقفیت رکھتے ہوں اور جب اس سطح سے لوگ چن لئے جائیں تو وہ اپنے سے اوپر کی سطح کے لئے آپس میں ووٹنگ کرکے نمائندہ منتخب کریں اور اسی طرح بتدریج شہر صوبے اور ملکی سطح پر نمائندگان منتخب ہوں۔

کسی پارٹی کے دعووں یا منشور یا پھر ارد گرد اور صرف میڈیا سے کسی کی نیک نامی اور اچھائی کو سن کر نہیں، ذاتی طور پر واقفیت رکھنے والے اچھے، واقعی نیک اور باشعور انسان کا چناؤ ضروری ہے۔ تبھی ایک اچھا نظام تشکیل پا سکتا ہے۔ ورنہ جس نام نہاد جمہوریت کے گن پوری دنیا گاتی پھرتی ہے وہ دراصل سامراجی نظام کا ایک شوگر کوٹڈ ورژن ہے جس میں صرف عوام کو ہر قسم کی آزادی اور بنیادی حقوق کی فراہمی کے جھانسے میں رکھ کر اپنا الو سیدھا کیا جاتا ہے۔ اقبال نے اس طرز حکومت کے بارے میں کیا خوب کہا ہے کہ: ''جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے۔''

---

**بقیہ: سویڈن کے شہر کالمار میں نئے جماعتی مرکز کا قیام......** از صفحہ 13

آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا ایک مسجد کے موقع پر بیان فرمودہ ارشاد بھی حاضرین کے سامنے پیش کیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر مسجد جو ہم بناتے ہیں ہمارے لئے ایک بہت بڑا چیلنج لے کر آتی ہے کہ اپنی حالتوں کو بھی درست کرنا ہے، اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بھی اور عملی نمونے میں بھی اپنی حالتیں بہتر کرنی ہیں اور تبلیغ کے میدان بھی کھولنے ہیں، صرف اتنی بات پر خوش ہو کر نہیں بیٹھ جانا کہ ہم نے مسجد بنالی۔ ہم نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلامِ صادق کو ماناہے جس نے اسلام کا احیائے نو کرنا تھا، نئی زندگی شروع کرنی تھی۔ آپ نے ان تمام غلط فہمیوں کو دنیا کے دماغوں سے نکالنا تھا جو اسلام کے متعلق پیدا ہو چکی ہیں چاہے وہ غیر مسلموں کے ذریعہ سے پیدا ہوئی ہوں یا نام نہاد علماء کی غلط تفسیروں سے پیدا ہوئی ہوں اور اب یہ کام ہمارا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کا ہے کہ اس لحاظ سے اپنی تمام تر کوششوں اور صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں، اپنی حالتوں اور عبادتوں کو ان معیاروں تک لے کر جائیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہیں، جن کے بارے میں ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بار بار توجہ دلائی ہے۔

(خطبہ جمعہ 19/ اکتوبر 2018ء)

اختتامی خطاب میں محترم وسیم ظفر صاحب امیر جماعت سویڈن نے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں مرکز تبلیغ کے حصول پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکرانے کے طور پر اس مرکز تبلیغ کا بہترین استعمال کریں۔ یہ مرکز تبلیغ کالمار میں ایک باقاعدہ مسجد کے قیام کی طرف ایک قدم ہے۔ اس منزل کے حصول کے لئے احباب جماعت کو خود بھی اسلام کی سچی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا اور اسلام کا پیغام اس مرکز تبلیغ سے اس علاقے میں پھیلانا ہوگا۔ پروگرام کے آخر پر محترم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد سب احباب کی خدمت میں پرلطف کھانا تقسیم کیا گیا۔ ایم ٹی اے سویڈن کی ٹیم نے اس پروگرام کی ویڈیو گرافی اور فوٹو گرافی کی۔ اسی طرح اس نئے مرکز تبلیغ میں ساؤنڈ سسٹم بھی ایم ٹی اے کی ٹیم نے نصب کیا۔

قارئین الفضل کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے احباب جماعت کو اس مرکز تبلیغ کو عبادت گزاروں سے بھرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس مرکز تبلیغ سے اسلام احمدیت کا پیغام جو کہ امن اور محبت کا پیغام ہے سارے علاقے میں پھیل جائے۔

آمین

عطیۃ العلیم۔ ہالینڈ

## دوسری شرط بیعت

# جھوٹ سے پرہیز

جلسہ سالانہ قادیان 2022ء کے اختتامی خطاب میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دوسری شرط بیعت کو بیان فرمایا۔ اس شرط بیعت کا سب سے پہلا اور بنیادی نقطہ جھوٹ سے پرہیز کے متعلق تھا۔ اس کے متعلق کچھ عرض کرنے سے قبل ہم دوسری شرط بیعت کو دیکھتے ہیں۔

’’یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔‘‘

اس شرط میں نوقسم کی برائیاں بیان کی گئی ہیں کہ ہر بیعت کرنے والے کو، ہر اس شخص کو جو اپنے آپ کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے ان برائیوں سے بچنا ہے اور جھوٹ ان تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

ہم سب سے پہلے قرآن کریم میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارہ میں کیا فرمایا۔

وَالَّذِیۡنَ لَا یَشۡہَدُوۡنَ الزُّوۡرَ

(الفرقان:73)

اور یہ وہ (اللہ تعالیٰ کے نیک) بندے ہیں جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔

ایک اور موقعہ پر فرمایا:

وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿ۙ۷۱﴾

(الاحزاب:71)

اور تم ہمیشہ صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا ﴿ۙ۷۱﴾

(الاحزاب:71)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔

ان سب آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو سچ اور درست بات کرنے کی ہی نصیحت فرمائی۔

احادیث مبارکہ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو دیکھیں تو سچائی کا علم ہی سب سے بلند نظر آتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’چار خصلتیں (ایسی) ہیں جس شخص میں وہ ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں اُن میں سے ایک خصلت ہوگی اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی حتّٰی کہ وہ اُسے چھوڑ دے (اور وہ یہ ہیں) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو اُسے پورا نہ کرے اور جب جھگڑا کرے تو بدزبانی کرے۔‘‘ (صحیح بخاری) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور جو انسان ہمیشہ سچ بولے اللہ کے نزدیک وہ صدیق لکھا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف اور گناہ جہنم کی طرف لے کر جاتا ہے اور جو آدمی ہمیشہ جھوٹ بولے ہو اللہ کے ہاں کذّاب لکھا جاتا ہے۔

(مسلم کتاب البر والصلۃ)

مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی چھوٹے بچے کو کہا آؤ میں تمہیں کچھ دیتا ہوں پھر وہ اس کو دیتا کچھ نہیں تو یہ جھوٹ میں شمار ہوگا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 452 مطبوعہ بیروت)

جھوٹ بولنا چونکہ ایک بنیادی بیماری ہے اسی لئے جب ایک آدمی نے آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا کہ کوئی ایسی عادت بتایئے، جو چھوڑنے سے تمام بری عادتیں ختم ہو جائیں اسکے جواب میں آپؐ نے اُسے جھوٹ بولنے سے منع کیا۔ جس پر عمل کرکے رفتہ رفتہ اُسے تمام خراب عادتوں سے نجات مل گئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی تحریرات قرآن پاک کی تفسیر ہیں آپ نے بہت سے لطیف نکات بیان فرمائے ہیں۔ ایک جگہ جھوٹ کے متعلق تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’قرآن شریف نے جھوٹ کو بھی ایک نجاست اور رجس قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡاَوۡثَانِ وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ ﴿ۙ۳۱﴾ (الحج:31)۔ دیکھو یہاں جھوٹ کو بُت کے مقابل رکھا ہے اور حقیقت میں جھوٹ بھی ایک بُت ہی ہے ورنہ کیوں سچائی کو چھوڑ کر دوسری طرف جاتا ہے۔ جیسے بُت کے نیچے کوئی حقیقت نہیں ہوتی اسی طرح جھوٹ کے نیچے بھی بجز ملمع سازی کے اَور کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جھوٹ بولنے والوں کا اعتبار یہاں تک کم ہو جاتا ہے کہ اگر وہ سچ کہیں تب بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ اس میں بھی کچھ جھوٹ کی ملاوٹ نہ ہو۔ اگر جھوٹ بولنے والے چاہیں کہ ہمارا جھوٹ کم ہو جائے تو جلدی سے دور نہیں ہوتا۔ مدّت تک ریاضت کریں تب جاکر سچ بولنے کی عادت ان کو ہوگی۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 350 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

’’یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیادار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر مَیں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہوسکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟ اگر ایسا ہو تو دنیا میں پھر کوئی شخص سچ بولنے کی جرأت نہ کرے اور خدا تعالیٰ پر سے ہی اعتقاد اٹھ جاوے۔ راستباز تو زندہ ہی مر جاویں۔

اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ وہ سزا ان کی بعض اَور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اَور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔‘‘

(احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے؟، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 479-480)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ 16/ جون 2017ء میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں‘‘ (ہے)۔

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی‘‘۔ (یعنی کمال حاصل کر تا کہ تو دنیا کا پیارا بن جائے۔ یہ اپنی کمزوریاں ہیں جو جھوٹ بلواتی ہیں۔ اگر نیکیوں کی طرف توجہ ہو اور انسان اس پر بڑھنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ پر توکل ہو تو پھر یہ سزائیں اس طرح نہیں ملا کرتیں۔) فرمایا ’’یہ نقص کے نتیجے ہیں۔‘‘

(یہ اپنی کمزوریوں کے جو نقص ہیں اس کے نتیجے ہیں کہ سزائیں ملتی ہیں)

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 351-355 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

پھر وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ دنیاوی کامیابیاں اگر حاصل کرنی ہیں تو کچھ نہ کچھ غلط بیانی اور جھوٹ بولنے کی ضرورت ہوگی اس کے بغیر گزارہ نہیں۔ ان کے ان خیالات کی نفی فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بُت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بُت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی۔ جیسے ایک بُت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔‘‘ فرماتے ہیں ’’کیسی خرابی آ کر پڑی ہے۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہو گی کہ جھوٹ پر اپنی زندگی کا مدار سمجھتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’مگر مَیں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔‘‘

سچائی کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’حرام خوری اس قدر نقصان نہیں پہنچاتی جیسے قَولِ زُور‘‘، (جھوٹی بات)۔ ’’اس سے کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ حرام خوری اچھی چیز ہے۔ یہ سخت غلطی ہے اگر کوئی ایسا سمجھے‘‘ (تو غلط ہے)۔ فرماتے ہیں کہ ’’میرا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص جو اضطرار اُسؤر کھالے تو یہ امر دیگر ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی زبان سے خنزیر کا فتویٰ دے دے تو وہ اسلام سے دُور نکل جاتا ہے‘‘۔ (اضطراری طور پر سؤر کا گوشت کھانے کی اجازت ہے۔ بھوکا مر رہا ہے تو کھالے اور چیز ہے۔ لیکن زبان سے فتویٰ دے دینا کہ سؤر کھانا جائز ہے یہ جو ہے انسان کو اسلام سے دور کر دیتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس طرح انسان) ’’اللہ تعالیٰ کے حرام کو حلال ٹھہراتا ہے‘‘۔ پھر فرماتے ہیں ’’غرض اس سے معلوم ہوا کہ زبان کا زیان خطرناک ہے۔ اس لئے متقی اپنی زبان کو بہت ہی قابو میں رکھتا ہے۔ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں نکلتی جو تقویٰ کے خلاف ہو۔ پس تم اپنی زبان پر حکومت کرو، نہ یہ کہ زبانیں تم پر حکومت کریں اور اَناپ شناپ بولتے رہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 423 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

انسان کو اپنی زبان پر کنٹرول ہونا چاہیے۔ یہ زبان پر حکومت ہے۔ نہ یہ کہ جو زبان میں آئے انسان نے بول دیا۔ اس سے

بقیہ صفحہ 14 پر

رپورٹ: رضوان احمد افضل۔ نمائندہ الفضل آن لائن سویڈن

# کالمار (سویڈن) میں نئے جماعتی مرکز کا قیام

سویڈن ایک سکینڈے نیوین/ نارڈک ملک ہے جو یورپ کے شمال میں واقع ہے۔اس کے مغرب اور شمال میں ناروے، مشرق میں فن لینڈ ہے اور جنوب مغرب میں ایک پل اور سرنگ کے ذریعہ ڈنمارک سے جڑا ہوا ہے۔سویڈن کی کل آبادی 10.2 ملین ہے۔

1976ء تک سویڈن میں کوئی باقاعدہ مسجد موجود نہ تھی۔جماعت احمدیہ کو 1976ء میں گوتھن برگ میں خداتعالیٰ کے فضل سے پہلی باقاعدہ مسجد کے قیام کی توفیق ملی۔

سویڈن پہلا نارڈک ملک تھا جہاں احمدی مشنری کو بھجوایا گیا۔1935ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مولوی غلام احمد بشیر صاحب (مشنری ہالینڈ) کو سویڈن اس غرض سے بھجوایا تا کہ یہاں ایک باقاعدہ مشن کے قیام کا جائزہ لیا جائے۔

جون 1956ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے کمال یوسف صاحب کو پہلے مشنری کے طور پر سویڈن بھجوایا۔آپ کی ذمہ داریوں میں ناروے اور ڈنمارک بھی شامل تھا۔

پہلا شخص جس نے احمدیت قبول کی وہ Gunnar Eriksson تھے۔اس وقت وہ ایک نوجوان تھے اور ان کا اسلامی نام سیف الاسلام محمود تجویز کیا گیا۔وہ ایک پرعزم اور فعال نوجوان تھے۔جنہوں نے جماعت کے لیے بہت کام کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 1975ء میں اس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے اس مسجد کا نام مسجد ناصر عطا فرمایا۔یہ مسجد 1976ء میں مکمل ہوئی۔اسی سال یعنی 1976ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے مسجد ناصر کا افتتاح فرمایا۔یہ مسجد گوتھن برگ کے علاقہ Högsbohöjd میں قائم ہوئی۔چند ہی سال میں یہ مسجد جماعت کی ضروریات کے لیے چھوٹی پڑ گئی اور 2001ء میں اسی مقام پر ایک کشادہ اور نئی مسجد کا قیام ہوا۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے 2005ء میں سویڈن کے دورہ کے دوران ایک تقریب مسجد کے افتتاح کے حوالے سے رکھی گئی تھی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے رسمی طور پر مسجد کے افتتاح کا اعلان فرمایا۔سال 2016ء میں سویڈن کو اپنی دوسری مسجد کی

تعمیر کی توفیق ملی جو کہ مالمو میں تعمیر کی گئی۔حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مئی 2016ء میں اس مسجد کا افتتاح فرمایا۔دوسری دو جماعتوں سٹاک ہالم اور لولیو میں بھی مرکز تبلیغ موجود ہیں۔سویڈن میں پانچویں جماعت کالمار میں ہے۔اس جماعت کا قیام 1986ء میں ہوا۔کالمار جماعت کو یہ سعادت حاصل ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1989ء اور 1994ء میں دو دفعہ کالمار کا وزٹ فرمایا۔کالمار میں بعض دوستوں کے گھروں میں نمازوں کا اہتمام ہوتا رہا ہے۔ایک لمبے عرصے سے یہاں باقاعدہ مرکز تبلیغ کے قیام کی ضرورت محسوس کی جارہی تھی اور اس سلسلہ میں کوششیں بھی جاری تھیں۔جماعت سویڈن کو گزشتہ سال کے آخر میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ازراہ شفقت اجازت سے کالمار میں ایک بہت ہی مناسب عمارت بطور مرکز تبلیغ خریدنے کی توفیق ملی۔الحمد للہ علی ذالک۔حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت اس مرکز تبلیغ کا نام بیت الاحسان عطا فرمایا۔عمارت خریدنے کے بعد مقامی جماعت کے ممبران مرد و خواتین نے انتھک محنت سے اس عمارت کی تزئین و آرائش کے لئے کام کیا۔اس عمارت کے دو حصے ہیں ایک گراؤنڈ فلور ہے اور اس کے ساتھ بیسمنٹ ہے۔ان دونوں حصوں میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ کے علاوہ آفسز، گیسٹ رومز اور نوجوانوں کے لئے ٹیبل ٹینس کا بھی انتظام موجود ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے اس مرکز تبلیغ کے افتتاح کے لئے مؤرخہ 7/ جنوری 2023ء کا دن مقرر ہوا۔اس افتتاحی پروگرام میں تقریباً 75 افراد شامل ہوئے۔لوکل جماعت کے ممبران کے علاوہ نیشنل عاملہ ممبران، لوکل جماعتوں کے صدران، مبلغین کرام، صدران تنظیم اور ان کے نمائندگان بھی اس بابرکت تقریب میں شامل ہوئے۔

مؤرخہ 7/ جنوری 2023ء کو بعد نماز ظہر و عصر محترم وسیم ظفر صاحب

امیر جماعت سویڈن کی صدارت میں اس بابرکت تقریب کا آغاز ہوا۔تلاوت قرآن کریم کی سعادت عزیزم شاذب شاہد صاحب قائد مجلس کالمار کے حصے میں آئی۔نظم مکرم یوسف صلاح الدین صاحب نے پیش کی۔مکرم ملک ناصر احمد صاحب صدر جماعت کالمار نے تمام شاملین کو خوش آمدید کہا۔آپ نے اس مرکز تبلیغ کی تزئین و آرائش میں حصہ لینے والے احباب و خواتین کا شکریہ ادا کیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے اقتباسات کی روشنی میں مسجد کو آباد کرنے کی طرف توجہ دلائی۔اس کے بعد عزیزم فارس شاہد اور عزیزم یاسر احمد نے ترانہ پیش کیا۔مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مبلغ انچارج سویڈن نے اپنے خطاب میں سورۃ توبہ کی درج ذیل آیت تلاوت کی۔

اِنَّمَا يَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمۡ يَخۡشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓـئِكَ اَنۡ يَّكُوۡنُوۡا مِنَ الۡمُهۡتَدِيۡنَ ﴿۱۸﴾

(التوبہ: 18)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ۔اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

آپ نے بتایا کہ یہ مرکز تبلیغ مسجد کا قائمقام ہے جب تک یہاں باقاعدہ مسجد نہیں بنتی اسی جگہ نمازوں کی ادائیگی کی جائے گی۔آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مساجد بنانے والوں کو اپنی رضا حاصل کرنے والے قرار دیا ہے اور اس آیت میں مساجد کی تعمیر کرنے والوں کی پانچ نشانیاں بیان فرمائی ہیں۔ان پانچ نشانیوں کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے اور پھر ہم سب کو اپنا جائزہ بھی لینا چاہئے اور ان کی روشنی میں اپنے مستقبل کے پلان کو بھی درست کرنا چاہئے۔

بقیہ صفحہ 11 پر

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: جھوٹ سے پرہیز …… از صفحہ 12

پھر جھوٹ سچ ہر بات نکلتی جاتی ہے اور پھر فتنہ اور فساد پیدا ہوتے ہیں۔ پس ہر وقت یہ خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ ہماری زبان ہمیشہ سچائی کے اس معیار پر قائم ہو جو نہ صرف یہ ہے کہ شرک سے محفوظ رکھنے والی ہو بلکہ تقویٰ کے معیاروں کو بھی حاصل کرنے والی ہو۔

(خطبہ جمعہ 16/ جون 2017ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے کئی خطبات میں جھوٹ سے کنارہ کشی اختیار کر کے سچائی کے دامن کو تھامنے کی نصیحت فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’میرے نزدیک جب تک بچپن سے سچ کی عادت نہ ڈالی جائے بڑے ہو کر سچ کی عادت ڈالنا بہت مشکل کام ہو جاتا ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 24/ نومبر 1989ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

’’یہ سچائی ہی ہے جو انسانی زندگی کے کام آتی ہے۔ سچائی سے ہی دُنیا بنتی ہے اور سچائی سے ہی دین بنتا ہے سچائی سے ہی مادی ترقیات نصیب ہوتی ہیں اور سچائی ہی کے ساتھ روحانی ترقیات نصیب ہوتی ہیں۔ جھوٹ کے تو نہ یہاں قدم ٹکتے ہیں۔ نہ وہاں قدم ٹکتے ہیں اس لئے اے بچو! آپ کی دنیاوی ترقی کا راز بھی اس بات میں مضمر ہے کہ آپ سچے ہو جائیں۔ آپ کی دینی ترقی کا راز بھی اس بات میں ہے کہ آپ سچے احمدی بن جائیں اور سچ کو مضبوطی کے ساتھ اختیار کریں اور جھوٹی بات کو سننا بھی برداشت نہ کریں۔ اگر کوئی بچہ مذاق میں بھی جھوٹ بولتا ہے تو اس کے جھوٹ پر بھی آپ بالکل نہ ہنسیں۔ بلکہ حیرت سے دیکھیں اور اُسے کہیں کہ یہ تم کیا بات کر رہے ہو۔ یہ مذاق کا قصّہ نہیں ہے۔ مذاق کرنا ہے تو سچے مذاق کرو۔ ایک دوسرے کو لطیفے سناؤ اور اس قسم کی باتیں کرو جن سے حاضر جوابی کا مظاہرہ ہوتا ہو۔ جھوٹ بولنے سے مذاق کا کیا تعلق۔ یہ تو گندگی ہے۔ جہاں بھی جھوٹ دیکھیں وہاں اُس کو دبائیں اور اُس کی حوصلہ شکنی کریں۔ بلکہ اگر آپ کے ماں باپ میں یہ عادت ہے تو اُن کو بھی ادب سے کہیں کہ ابا اُمّی آپ نے تو ہمیں سچائی سکھائی تھی۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں یا کیا کہہ رہے ہیں؟ احمدی والدین ہو کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ بات آپ کو سجتی نہیں۔ پس اگر سارے بچے سچ بولنے کی عادت ڈالیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کتنی نعمتیں اور کتنے فضل نصیب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ اُن لوگوں ہی کو ملتا ہے جو سچے ہوں۔ اگر آپ سچے بن جائیں گے تو اس بچپن کی عمر میں بھی آپ کو خدا مل جائے گا اگر اس عمر میں جھوٹ بولنے کی عادت پڑ گئی تو بڑے ہو کر نہ خود خدا کے فضل حاصل کرسکو گے، نہ دنیا کو خدا کی طرف بلا سکو گے۔ اس لئے میں سب بچوں کو بہت تاکید کرتا ہوں کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچائی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد 3 صفحہ 200)

ایک دوست نے ایک بہت اچھی بات شیئر کی کہ

“Speaking the truth is the most essential part of gaining nearness to God.Without this ability,everyone is just fooling themselves.”

یعنی سچ بولنا خداتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اس صلاحیت کے بغیر اگر ہم خدا کے قرب پانے کا دعوی کرتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں۔ پس پاک ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جھوٹ اور ہر قسم کے شرک سے انسان بچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

## فقہی کارنر

**سوال:** کبھی نماز میں لذت آتی ہے اور کبھی وہ لذت جاتی رہتی ہے اس کا کیا علاج ہے؟

**جواب:** ’’ہمت نہیں ہارنی چاہئے بلکہ اس لذت کے کھوئے جانے کو محسوس کرنے اور پھر اس کو حاصل کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔ جیسے چور آوے اور وہ مال اُڑا کر لے جاوے تو اس کا افسوس ہوتا ہے اور پھر انسان کوشش کرتا ہے کہ آئندہ کو اس خطرہ سے محفوظ رہے۔ اس لئے معمول سے زیادہ ہوشیاری اور مستعدی سے کام لیتا ہے۔ اسی طرح پر جو خبیث نماز کے ذوق اور انس کو لے گیا ہے تو اس سے کس قدر ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے اور کیوں نہ اس پر افسوس کیا جاوے۔ انسان جب یہ حالت دیکھے کہ اس کا انس و ذوق جاتا رہا ہے تو وہ بے فکر اور بے غم نہ ہو۔ نماز میں بے ذوقی کا پیدا ہونا ایک سارق کی چوری اور روحانی بیماری ہے۔ جیسے ایک مریض کے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے تو وہ فی الفور علاج کی فکر کرتا ہے، اس طرح پر جس کا روحانی مذاق بگڑ جاوے اس کو بہت جلد اصلاح کی فکر کرنی لازم ہے۔

یاد رکھو! انسان کے اندر ایک بڑا چشمہ لذت کا ہے جب کوئی گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے تو وہ چشمۂ لذت مکدر ہو جاتا ہے اور پھر لذت نہیں رہتی۔ مثلاً جب ناحق گالی دیدیتا ہے یا ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر بدمزاج ہو کر بدزبانی کرتا ہے تو پھر ذوق نماز جاتا رہتا ہے۔ اخلاقی قویٰ کو لذت میں بہت بڑا دخل ہے۔ جب انسانی قویٰ میں فرق آئے گا تو اس کے ساتھ ہی لذت میں بھی فرق آ جاوے گا۔ پس جب کبھی ایسی حالت ہو انس اور ذوق جو نماز میں آتا تھا وہ جاتا رہا ہے تو چاہئے کہ تھک نہ جاوے اور بے حوصلہ ہو کر ہمت نہ ہارے بلکہ بڑی مستعدی کے ساتھ اس گم شدہ متاع کو حاصل کرنے کی فکر کرے اور اس کا علاج ہے توبہ، استغفار، تضرع۔ بے ذوقی سے ترک نماز نہ کرے بلکہ نماز کی کثرت کرے جیسے ایک نشہ باز کو جب نشہ نہیں آتا تو وہ نشہ کو چھوڑ نہیں دیتا بلکہ جام پر جام پیتا ہے یہاں تک کہ آخر اس کو لذت اور سرور آ جاتا ہے۔ پس جس نماز میں بے ذوقی پیدا ہو اس کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے اور تھکنا مناسب نہیں۔ آخر اسی بے ذوقی میں ایک ذوق پیدا ہو جاوے گا۔ دیکھو پانی کے لئے کس قدر زمین کو کھودنا پڑتا ہے جو لوگ تھک جاتے ہیں وہ محروم رہ جاتے ہیں جو تھکتے نہیں وہ آخر نکال ہی لیتے ہیں۔ اس لئے اس ذوق کو حاصل کرنے لے لئے استغفار، کثرت نماز و دعا، مستعدی اور صبر کی ضرورت ہے۔‘‘

(الحکم 20 جلد 7 مؤرخہ 31/ مئی 1903ء صفحہ 9)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

## ایک سبق آموز بات

### درگزر

لوگوں کے لئے آسانیاں پیدا کریں تا کہ تمہارا رب تمہیں بھی آسانیاں عطا کرے۔ درگزر کرنا سیکھیں کیونکہ تم بھی اپنے پروردگار سے یہی امید رکھتے ہو۔ معافی سے بڑا کوئی اچھا عمل نہیں تم لوگوں کو معاف کرو تا کہ اللہ بھی تمہیں معاف فرمائے۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

## طلوع وغروب آفتاب

| 28/ فروری 2023ء | | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | | 05:26 | 18:24 |
| مدینہ منورہ | 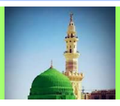 | 05:28 | 18:23 |
| قادیان | | 05:36 | 18:25 |
| ربوہ | | 05:16 | 18:05 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | | 05:21 | 17:41 |